

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی بائیسواں اجلاس

مباحثات 2015ء

(اجلاس منعقد 09 نومبر 2015ء برطابن 26 محرم الحرام / 1437ھ جری بروز سوموار)

نمبر شار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک و ترجمہ۔	1
2	وقفہ سوالات۔	2
7	رخصت کی درخواستیں۔	3
11	تحریک التوائے نمبر 7 مجاہب محترمہ حسن بانور خشافی۔	4
12	قرارداد نمبر 52 مجاہب سردار رضا محمد بڑیق۔	5

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 09 نومبر 2015ء بہ طابق 26 محرم الحرام 1437ھ جبکہ بروز سموار بوقت سہ پہر 4 بجکر 30 منٹ زیر صدارت میر عبدالقدوس بن جنوبی جناب قائم مقام اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہاں، کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
جناب قائم مقام اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ تُؤْمِنُوا أَلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوْحًا ۖ عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ
سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَرُ ۚ لَا يَوْمَ لَا يُحَزِّرِ اللَّهُ
النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۚ وَنُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبَأَيْمَانِهِمْ
يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتَمْمِنْ لَنَا نُورًا وَأَغْفِرْ لَنَا ۚ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ۔

﴿ پارہ نمبر ۲۸ سورہ التحریر آیت نمبر ۸ ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ۔ امید ہے
تمہارا رب اُتا دے تم پر سے تمہاری بُرا یاں اور داخل کرے تم کو باغوں میں جن کے
نیچے بہتی ہیں نہریں، جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کریگا نبی کو اور ان لوگوں کو جو یقین لائے
ہیں اُسکے ساتھ ان کی روشنی ڈوڑتی ہے ان کے آگے اور ان کے داہنے کہتے ہیں
اے رب! ہماری پوری کردے ہم کو ہماری روشنی اور معاف کر ہم کو بیشک تو سب
کچھ کر سکتا ہے۔ وَمَا عَلَمَنَا إِلَّا الْبَلَاغُ -

جناب قائم مقام اسپیکر۔ سُمِ اللہِ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔

جزاک اللہ۔ وفقہ سوالات سردار عبدالرحمٰن کھتیران صاحب اپنا سوال نمبر 184 دریافت فرمائیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھتیران۔ اردو میں دھراوں English میں سر۔۔۔

قائم مقام اسپیکر۔ آپ کی مرضی ہے!

میر جان محمد خان بھالی۔ نہیں کھتیرانی میں۔۔۔

سردار عبدالرحمٰن کھتیران۔ کھتیرانی میں۔۔۔

قائم مقام اسپیکر۔ کھتیرانی میں بھی کر سکتے ہے!

سوال نمبر 184 سردار عبدالرحمٰن کھتیران۔

کیا وزیر صحت مطلع فرمائیں گے کہ محکمہ صحت کے جانب سے سال 14-2013 کے دوران ضلعی ہیڈ کوارٹر بارکھان سمیت مختلف بی ایچ یوز اور آر ایچ سینٹرز میں مختلف تعیناتیاں عمل میں لائی گئی ہیں؟۔

وزیر صحت۔

(الف) اس ضمن میں تحریر ہے جی نہیں یہ درست نہیں ہے کہ محکمہ صحت کے جانب سے سال 14-2013 کے دوران ضلعی ہیڈ کوارٹر بارکھان سمیت مختلف بی ایچ یوز اور آر ایچ سینٹرز میں مختلف تعیناتیاں عمل میں لائی گئی ہیں۔

(ب) ڈائریکٹر جزل ہیلٹھ سروس بلوچستان کوئٹہ نے محکمہ صحت ضلع بارکھان کے گرید 1 تا 9 کی خالی آسامیوں کو پُر کرنے کیلئے اشتہار ڈائریکٹر جزل تعلقات عامہ بلوچستان کوئٹہ کو ارسال کر دیا تھا جو کہ روز نامہ مشرق 20 فروری 2015 مشتمر ہوا تھا اور ان آسامیوں پر تعیناتی کیلئے تحریری ٹیسٹ رائزرو یو کے شہدوں کا اندرج ہجی اشتہار میں مشتمر ہوا جن کے ٹیسٹ رائزرو یو محکمہ صحت ضلع بارکھان کے دفتر میں مورخہ 15 اپریل 2015 تا 16 اپریل 2015 منعقد ہوئے۔ تفصیل صحیم ہے لہذا اسمبلی لا بیری میں ملاحظہ فرمائیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھتیران۔ سوال نمبر 184

قائم مقام اسپیکر۔

میرے خیال نہیں!

سردار عبدالرحمٰن کھتیران۔

سردار محمد اسلام بن بجو۔ اگر آگے کسی اور کا۔۔۔

سردار عبدالرحمٰن کھتیران۔

نہیں میں پہلے سوال سے میں مطمئن ہوں۔ کوئی on the behalf minister

بلوچستان صوبائی اسمبلی

بیٹھا ہوا ہوں ہے یہ وہ کرنا چاہتا ہے یا آپ کرنا چاہتے ہیں یہ جو 184 ہے میں اس سے مطمئن ہوں آپ اس کو مطلب ہے کارروائی کا حصہ بنادیں۔

قائم مقام اسپیکر۔ اگر minister health اسے اسے اسی میں!

سردار عبدالرحمن کھتیران۔ آپ لوگ بول دیں حکومتی benches سے کوئی بھی بول دے the behalf رحیم تاکہ یہ نپٹا جائے۔

قائم مقام اسپیکر۔ یہ کارروائی کا حصہ بنایا جائے 184

میر جعفر خان مندوخیل۔ آپ جواب سے مطمئن ہے۔

سردار عبدالرحمن کھتیران۔ yes i am جی no sullpmentery question

sectified

قائم مقام اسپیکر۔ جی شکر یہ سردار عبدالرحمن صاحب اپنا سوال نمبر 237 دریافت فرمائیں۔

سوال نمبر 237 سردار عبدالرحمن کھتیران۔

قائم مقام اسپیکر۔ صاحب نہیں میرے خیال میں اسکے کوئی --

سردار عبدالرحمن کھتیران۔ میر جعفر خان بول دیں۔

سردار عبدالرحمن کھتیران۔ میرے خیال میں اس minister session اگر صاحب آجائے تو ان

کوہدایت کر دیں کہ جوابات دیں اس last days session میں رکھ دیں بہتر ہو گا۔ وہ

خود جواب دے گا۔ اپنے behalf minister

سردار عبدالرحمن کھتیران۔ سردار عبدالرحمن کھتیران۔ آرہا ہیں کھتیرانی میں 237 سوال نمبر 237۔

237☆ سردار عبدالرحمن کھتیران

کیا وزیر صحبت از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ ماں سال 16-2015 کے میزانیہ میں ضلعی

ہیڈ کوارٹر ہسپتال بارکھان کیلئے کس قدر رقم مختص کی گئی ہے۔ نیز اس مختص کردہ رقم میں سے اب تک کس قدر رقم

جاری کی چکی ہے۔ تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر ملکہ صحبت۔

جواب موصول نہیں ہوا۔

رحمت صالح بلوج (وزیر صحبت)۔ جواب پڑھا رہا ہوں تصور کیا جائے جی ایک تو ہے نہ پہلے۔

بلوچستان صوبائی اسمبلی

سردار عبدالرحمن کھنیران۔ آپ کے پہلے question سے تو مطمئن ہوں وہ جو پوچھوں والا ہے دوسرے کا آپ کا یہ book کہا رہی ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا ہے kindly اگر اس کا-- رحمت صاحب بلوچ (وزیر صحت)۔ ہاں اس میں سری ہے کہ میں یہی کا پی نکال رہا تھا یہ سوال ہمیں late a malatha میں ہم جواب دینگے۔

سردار عبدالرحمن کھنیران۔ ok thank you رحمت صاحب بلوچ۔ thank you

قائم مقام اسپیکر۔ دونوں کا جواب میرے خیال میں نہیں ہے۔

سردار عبدالرحمن کھنیران۔ نہیں سر پہلے والا تو complet ہے وہ جتنی پوچھیں ہیں۔ اسکے اشتہار لگایا ہوا ہے میرے خیال میں انہوں نے advertise کیا تھا وہ detail آئی ہوئی ہے۔ میں مطمئن ہوں اس سے۔ یہ دوسرے کا kindly اگر اس میں یا گے session میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

قائم مقام اسپیکر۔ اگلے session میں ہو گا اس میں نہیں ہو سکتا۔

سردار عبدالرحمن کھنیران۔ ok thank you

قائم مقام اسپیکر۔ انجینئر زمرک خان اچنڑی صاحب اپنا سوال نمبر 248 دریافت فرمائیں،

انجینئر زمرک خان اچنڑی۔ question. 247

انجینئر زمرک خان

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ 16-2015 کے میزانیہ میں ضلع قلعہ عبداللہ کیلیے آسامیاں تخلیق کی گئی ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو کل کس قدر آسامیاں تخلیق کی گی ہیں۔ نیز آسامیاں کن کن بی اتچ یوز کیلئے ہیں تفصیل دی جائے۔

وزیر محکمہ صحت۔

جواب موصول نہیں ہوا۔

قائم مقام اسپیکر۔ sorry. 247 میرا خیال ہے اسکا بھی جواب نہیں ہے ان کو گلی کارروائی کے لیے دیں۔

رحمت صاحب بلوچ (وزیر محکمہ صحت)۔ اب یہاں پر اسپیکر صاحب ایک مسئلہ ہے یہاں سے اسمبلی سے کئے ہے latter وہ DG haelth کو دیں وہاں سے late ہو کر ادھر آئیں ہے وہ

سکریٹری کو mark کریں اور انجینئر صاحب کے سوال کا جواب نہ لکھا ہے ڈاکٹروں کے بارے میں وہ list بھی میرے پاس ہے جو میڈیکل سپر انڈنڈنٹ سے باقاعدہ تصدیق ہے۔ جتنے ڈاکٹر posted ہیں اگر وہ چاہتے ہیں میں اس کو table پر کاپی دیتا ہوں وہ اس کو دیکھ لیں جتنے ڈاکٹر موجود ہے 22 ڈاکٹر موجود ہیں اگر کہتے ہے تو میں سارے نام پڑھ کر سنتا ہوں۔

انجینئر زمرک خان اچنی۔ جناب اسپیکر صاحب گزارش اسپیکر صاحب میں یہ چاہتا ہوں کہ جتنی بھی وہ appointments ہوئے ہے اونکو table پر لانے دیں پھر اس کے مطابق question کروں گا۔ اس طرح تو کچھ پتہ نہیں چلے گا آپ نام لیں گے مجھے کیا پتہ آپ اگر next session میں دینا چاہتے ہے تو session میں دیدیں یہ پورے house کو یہ کاپیاں تقسیم کر کے table پر رکھ دیں پھر اس کے مطابق میں ضمنی question کروں گا اس طرح تو مجھے کچھ پتہ نہیں چلے گا اس میں کیا ہے۔

رحمت صالح بلوچ (وزیر صحت)۔ ٹھیک ہے تفصیل سے next station تک ہم دیدیں گے۔

قائم مقام اسپیکر۔ میرے خیال میں 824 کا بھی جواب نہیں آیا ہے اس میں 237.247.248 ان کو الگی کا رروائی کے لیے موخر کر دیا جائے۔ انجینئر زمرک خان اچنی صاحب اپنا سوال نمبر 198 دریافت فرمائیں۔

انجینئر زمرک خان اچنی۔ question 198

9 اکتوبر 2015 کو موخر شدہ

☆ 198 انجینئر زمرک خان

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے۔ کہ مختلف پروینکیش پر کام کی رفتار انتہائی ست روی کا شکار ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو گزشتہ دو سالوں کے دوران کتنے ذمہ دار انجینئر زمرک اور ٹھیکیداروں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ نیز اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت مستقبل میں ناقص کارکردگی کے مرتکب پائے جانے والے انجینئروں اور ٹھیکیداروں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات

جواب ضمنی ہے لہذا اسمبلی لا بھری میں ملاحظہ فرمائیں۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (سینئر وزیر)۔ جواب پڑھا رہا ہوں تصور کیا جائے۔ اگر کوئی ضمنی question ہے تو

بنا دے باقی یہ تفصیل بتا دوں کافی لباس کا وہ ہے لائیبری میں پڑا ہوا ہے تو وہاں سے لانا چاہئے تو اس کے تفصیل لیں سکتے ہے وہاں سے ہم آپ کو provide کر دینگے وہاں سے --
قائم مقام اسپیکر۔ اس پر supplementary ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی۔ نواب صاحب بس مجھے مل گیا ہے اس پر میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔
نواب شناع اللہ خان زہری (سینئر وزیر)۔ آپ کو مل گیا ہے۔
انجینئر زمرک خان اچکزئی۔ جی مجھے مل گیا ہے۔
نواب شناع اللہ خان زہری۔ جی۔--
انجینئر زمرک خان اچکزئی۔ thank you very much۔

سردار اختر مینگل صاحب اپنا سوال نمبر 201 دریافت فرمائیں۔ نہیں جواب لے آیا ہوں ہے جواب موصول ہو چکا ہے لہذا سوال کو record کا حصہ بنایا جائے۔ انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب اپنا سوال نمبر 259 دریافت فرمائیں۔
انجینئر زمرک خان اچکزئی۔ question نمبر 259۔

☆ 259 انجینئر زمرک خان

کیا وزیر بلدیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ضلع کوئٹہ میں کچھ رہ اٹھانے والی گاڑیوں کی کل تعداد کتنی ہے۔ اور ان گاڑیوں پر تعینات ڈرائیوروں کے نام اور گاڑی نمبرز کی تفصیل دی جائے۔ نیز ماہانہ گاڑی پر آمدہ خرچ کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر بلدیات

جواب موصول نہیں ہوا۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین (وزیر مکملہ بلدیات)۔ جواب پڑھا تصور کیا جائے۔
انجینئر زمرک خان اچکزئی۔ جواب تو اس میں ہے ہی نہیں آخر صفحہ پر دیکھیے لیں۔
قائم مقام اسپیکر۔ سردار صاحب اس کا جواب اگلے session میں۔
سردار غلام مصطفیٰ خان ترین۔ یا اگلے session میں اس کا جواب دے دیں گے۔
قائم مقام اسپیکر۔ صاحبان دیکھیں کہ اپنے minister کو۔
سردار غلام مصطفیٰ خان ترین۔ اگلے session میں۔

قائم مقام اسپیکر۔ ٹھیک ہے سردار صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچنڈی۔ ٹھیک ٹھیک ہے۔ بہتر

میر جمل خان کلمتی۔ جناب اسپیکر آغا عرفان کریم صاحب وزیر بھی رہے ہیں اسے کی کارروائی

دیکھنے پر well come کرتے ہیں۔

آغا عرفان کریم صاحب کو well come کرتے ہے house کی

طرف سے!

محترمہ شمینہ خان مرتو۔ اسپیکر صاحب point of order میرے خیال میں 16th کو یہ

شايد 14th کو تو ان سے ایک مینگ رکھی جائیں کیونکہ ابھی جو حالیہ کورٹ کا آرڈر تھا کہ ptv کے جتنے

بھی ملازم temporary میں ہے ان کو permanent کیا جائے لیکن کوئی میں صرف چار ملازم میں

کو permanent کیا گیا جبکہ 70 ملازم میں اب تک temporary اپنا کام کر رہے ہیں تو اس حوالے سے

بھر information جائیں کوئی یہ ہوا ہے۔

قائم مقام اسپیکر۔ جی شکر یہ محترمہ کارروائی ابھی شروع نہیں ہوئی ہے اس کو وہ کر کے پھر جی شکر یہ

بیٹھے وقفہ سوالات ختم سیکریٹری اسے کی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

اسکریٹری اسے۔ جناب مفتی گلاب خان صاحب نے آج کی نشست مورخہ 9 نومبر

2015 سے رخصت کی استدعا کی ہے۔

قائم مقام اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔ ایک ہی رخصت ہے۔

محترمہ حسن بانو صاحبہ اپنی تحریک التواء نمبر 01 پیش کریں۔

محترمہ حسن با فخر خشنائی۔ بہت شکر یہ جناب اسپیکر میں اسے قاعدہ انصباط کا رجسٹر 1974 کے قاعدہ

نمبر 70 کے تحت زیر تحریک التواء کا نوٹس دیتی ہوئی تحریک یہ ہے کہ کوئی شہر میں جہاں بھی اگر کوئی شہری اپنی گاڑی

پارک کرتا ہے تو نہ معلوم با اثر افراد موقع پر پہنچ جاتے ہیں اور پارکنگ فیس کے نام پر زبردستی بھتھتہ وصول کرتے

ہیں۔ جس کی وجہ سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا اسے کارروائی کو روک کر اس اہم اور فوری عوام

نویعت کے حامل مسئلہ کو زیر بحث لیا جائے۔

قائم مقام اسپیکر۔ تحریک التواء نمبر 01 پیش ہوئی کیا محرک اپنے تحریک التواء نمبر 01 کی

موزبیعت کی وضاحت فرمائیں گے۔

محترمہ حسن بانو۔ جی بالکل جناب اسپیکر جناب اسپیکر کوئٹہ میں کہیں ایک دو ہفتے سے یہ حالات دیکھے جا رہے ہیں کہ یہاں پر مختلف جگہوں پر جیسے کہ تعمیر نواں سکول کے پاس اور لیاقت پارک دن میں کوئٹہ کے کئی جگہوں پر اگر میرے خیال میں آپ جیسے لوگوں کا وہاں سے گزرنیں ہوتا ہے۔ ہمارا تو وہاں سے دو تین دفعہ ہم مرتبہ گزارتے ہیں تو ہمیں شدت سے یہ چیز محسوس ہوتی ہے وہاں پر باقاعدہ رسیاں باندھ کے گاڑیاں وہاں پر پارک کی جاتی ہے اور دوچار پچے 13\14 سال کے لڑکے کھڑے کر دیجاتے ہیں اور ان کے ہاتھ میں کوئی پر چیاں ہوتی ہے جس سے جو ہے نہ کار پارکنگ کے نام پر فیس حاصل کی جاتی ہے اس بارے میں میرے خیال میں اراکین اسمبلی کو کسی کو بھی اعتماد میں نہیں یہ سب کچھ کیا ہے کیا آیا گورنمنٹ کے ہمارے لوگ ہے کیا اس چیز کے بارے میں جانتے ہیں۔

نواب ثناء اللہ خان زہری۔ میڈم mick زرابرا بر کریں مہربانی ہوگی۔

محترمہ حسن بانو رخشنافی۔ کیا جو گورنمنٹ کے ہمارے لوگ ہے کیا آیا اس بارے میں جاتے ہیں کیا ہمیں بتائے گے کہ یہ سب کچھ کیا ہے اور یہ کیوں ہو رہا ہے اور یہاں تک کہ میرے سنتے کے مطابق یہاں پر بھی آرہا ہے۔ ہر ایک گھنٹے کے بعد وہ charges دوبارہ لیے جاتے ہیں اب ایک گاڑی ایک دفعہ کھڑی ہو جاتی ہے تو وہاں پر وہ کھڑی رہتی ہے وہاں پر جو آنے جائیوالے لوگ ہوتے ہیں بازاروں میں یہ بچے اور عورتیں ہوتی ہے اسکوں کے بچے ہوتے دوپہر کے time پر بہت رش بھی ہوتا ہے۔ کوئٹہ ہمارا پہلے ہی چھوٹا شہر ہے ہم پہلے ہی الجھن کا شکار ہے اور مزید اس چیز میں مزید الجھن اور بے چینی اور شر میں اور تنگی میں اضافہ کر دیا ہے اگر ایسی کوئی بات ہے۔ گورنمنٹ کے لوگوں سے کہتی ہوں کہ کیا مسئلہ ہے اور ہمیں بتایا جائے اور یہ چیز کیوں ہو رہی ہے اور کس لیے ہو رہی اگر مزید اس کو ترقی نہیں دے سکتے مزید ہمارے روڑوں کو کشادہ نہیں کر سکتے ہے تو برائے مہربانی جو یہاں پر آپ لوگوں نے روڑوں کو تنگ کیا ہے ان کو کہیں اور ان کے لیے کوئی انتظام کیا جائے اور ہمارے شہر کو ہمارے لوگوں کو جو ہے ہمیں سمیت ہم بھی عوامی لوگ ہے وہی سے آتے ہے جتنا جلد ہو سکے ہم

کیا جائے اور بتایا جائے کہ کیوں ہو رہا ہے thank you

قام مقام اسپیکر۔

جی شکریہ محترمہ اس پر اس پر میرے خیال میں گورنمنٹ کا موقف لیتے ہے!

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوج۔

جناب اسپیکر صاحب تھوڑی سی مجھے بات کرنے دیں پھر میں صحیتی ہوں کہ

جس طرح کے--

تحریک التواء ہے آپ نہیں بول سکتی ہے اگر منظور ہو گئی بحث کے لیے پھر آپ!

قام مقام اسپیکر۔

ڈاکٹر شعاع الحق بلوچ۔

میں یہ صحیح ہوں

قائم مقام اسپیکر۔

نہیں آپ against rules نے rule کے against rules کے آپ جا رہی ہے آپ سنے نہ رول کے مطمن نہیں ہے پھر آپ اس کو بحث کے لیے منظور کریں۔

عبدالرحیم زیارت وال (وزیر قانون و پارلیمانی امور)۔ شکریہ جناب اسپیکر محترمہ جو تحریک التواء لے آئی ہے بنیادی طور پر

قائم مقام اسپیکر۔ سب چلتا ہے!

عبدالرحیم زیارت وال (وزیر قانون و پارلیمانی امور)۔ تحریک التواء ٹھوس شواہد کے ساتھا اگر موجود ہوں تو وہ بحث کے لیے منظور کیا جاتا ہے یہ تحریک التواء مفرضوں پر مبنی ہے اور نہ معلوم افراد ہے با اثر افراد ہے اور یہ۔

قائم مقام اسپیکر۔ جی محترمہ بیٹھے آپ!

نہیں میں ادھر سے جا رہی ہوں۔ ڈاکٹر شعاع الحق بلوچ۔

قائم مقام اسپیکر۔ پتہ نہیں ہے آپ بھی۔

عبدالرحیم زیارت وال (وزیر قانون و پارلیمانی امور)۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ شہر میں ٹریفک کے حوالے سے جو system میسٹرو نے دیدیا ہے اور ٹکیس لگا دیا ہے گاڑیوں سے ٹکیس وصول کر رہے ہے۔ دنیا کے مختلف شہروں میں آپ کہی پڑھی ہو پارکنگ مفت نہیں ہوا کرتی۔ اب کوئی میں اس کو راجح کر دیا گیا ہے اور راجح کرنے کے بعد اگر اس میں خرابیاں ہیں اس میں خامیاں ہیں اس کو ہم دیکھ سکتے ہے لیکن یہ چونکہ یہ مفرضوں پر مبنی چیز ہے اور مفرضے کی بنیاد پر اس کو آگے لیجانا یا اس پر بحث کرنا یا اس کو متنازع ہو سکتا۔ تحریک التواء اگر رواز آپ پڑھیں گے ٹھوس شواہد کے ساتھ اور چیز واقعہ ہوا ہوا اور واقعہ کوئی متاثر ہوا ہو اس طریقے سے تو شواہد کے ساتھ تو اس کو لیا جائے۔

قائم مقام اسپیکر۔ عبد الرحمن زیارت وال صاحب میرے خیال میں اس تحریک التواء میں آپ کے گورنمنٹ کے جتنے چیز پر بیٹھے ہے ان کو بھی تفہیمات ہے وہ گورنمنٹ کے نہیں ہے نہیں نہیں کھڑے نہیں ہو سکتے point of order کسی چیز پر۔

عبدالرحیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیمانی امور)۔ جناب اسپیکر میں بول رہا ہوں اگر یہ بحث کے لیے منظور ہو جاتی ہے پھر اس کے بعد بحث کی جاسکتی ہے۔
قائم مقام اسپیکر۔ اس سے پہلے بحث تو نہیں ہو سکتی نہ تحریک التواء ہے تو اس کو ووٹ پر لجا میں کیونکہ کہ۔

عبدالرحیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیمانی امور)۔ نہیں ووٹ پر آپ لیجاتے ہے ووٹ پر لیجا میں کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن آپ روڈزرو follow کریں آپ کو نہیں یہ ہے کہ جو بھی تحریک التواء ہو گی وہ ٹھوس شواہد کے ساتھ ثابت کے ساتھ۔

قائم مقام اسپیکر۔ اگر وہ بحث کرنا چاہتے ہیں house میں وہ اپنا لیں گے نہ۔ جو محکیں ہے۔
عبدالرحیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیمانی امور)۔ کون لینگے میں آپ گورنمنٹ کے طور کہا رہا ہوں کہ ہم اس کو oppose کریں گے گورنمنٹ کے طور پر ہم oppose کر رہے ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ جناب اسپیکر Law Minister اسکو oppose کر رہے ہیں۔ بات یہ ہے یہ تحریک التواء ہے اگر یہ بحث کے لئے منظور ہوتی ہے۔ تب ہم documents کے ساتھ اس پر بحث کریں گے کہ کیا کیا اس میں مسئلے مسائل ہے۔ یہ پورے کوئی شہر کا مسئلہ ہے ایک اپوزیشن کا مسئلہ نہیں ہے کہ اس کو اپوزیشن لائی ہے اور وہ oppose کر رہے ہیں۔ ٹریزیری پیغزر کے بھی اس پر تحفظات ہیں۔ ہمارے بھی ہیں۔ آپ اسکو kindly-

عبدالرحیم زیارتوال۔ میٹرو پلیٹن کی بات ہے۔ میٹرو پلیٹن کے حوالے سے جو بھی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ میرے خیال میں قائد ایوان سے رائے لیتے ہیں۔

عبدالرحیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیمانی امور)۔ اسمبلی کے طور پر کسی کو شکایت بھی ہے تب بھی میٹرو پلیٹن کے میسر کو ڈپٹی میسر کو لکھا جاسکتا ہے۔ ان کو کہا جاسکتا ہے کہ ہمیں یہ شکایت موصول ہوئی ہے۔ لیکن اس میں ٹھوس شواہد کچھ بھی نہیں ہیں۔ اس تحریک التواء کے ساتھ نہ کوئی کاغذ ہے۔ مفروضے کے بنیاد پر نامعلوم افراد اب تحریک التواء

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ نامعلوم افراد کی بات ہی نہیں جناب اسپیکر۔ فلور آف دی ہاؤس ہم documents پیش کریں گے۔ (ماملہ۔ شور)۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ آپ بیٹھ جائے ناں

محترمہ حسن بانو۔ ممکن کوئی نہیں جاتا ہو لیکن، ہم عوامی لوگ ہے، ہم دن میں دس دفعہ وہاں سے گزرتے ہیں۔ اور ان کو کیا prof چاہئے۔ وہاں میں disturb ہوتی ہے، عوام کی کیا حالت ہو گی سکول کے بچوں کی کیا حالت ہو گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ محترمہ آپ بیٹھ جائے۔ اس آپ بول نہیں سکتے ہیں۔ اس پر ووٹ کریں۔ اس تحریک آپ محترمہ راحیلہ عبدالحمید خان درانی۔ جو عوامی مسئلے ہوتے ہیں، ہمیں اس پر بات کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ آپ نہیں کہہ سکتے۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ محترمہ آپ rule پڑھ لے۔ راحیلہ۔ آپ تحریک التواء پر نہیں بول سکتے اگر قرارداد ہے۔ تو آپ بول سکتی ہیں۔

عبدالرحیم زیارت وال (وزیر قانون و پارلیمنٹی امور)۔ آپ اس پر رائے لے لیں۔ ہمارے طرف سے یہ ہے۔ کہ ہم محترمہ سے گزارش کرتے ہیں کہ اس تحریک التواء کو واپس لے یہ ٹھوں شواند کے ساتھ نہیں ہے۔ اگر وہ نہیں لیتے ہیں تحریک التواء کو آپ اس پر رائے شماری کرائیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی شکریہ زیارت وال صاحب۔ جو اس تحریک التواء کے حق میں وہ ہاتھ کھڑا کر دے۔ پونکہ تحریک کو مطلوبہ حمایت حاصل نہیں لہذا تحریک کو منڈایا جاتا ہے۔

محترمہ حسن بانو۔ یہ مسئلہ نہ کوئی ثبوت مانگتا ہے، نہ کوئی گواہ مانگتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ آپ نہیں بول سکتے ہیں۔ محترمہ آپ بیٹھ جائے۔ آپ لوگ Rules کے مطلوبہ حمایت حاصل نہ ہونے پر تحریک التواء کو خلاف ضابطہ قرار دیا جاتا ہے۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات بلوچستان، تحفظ جنگلات و جنگلی حیات (حفاظت بچاؤ انتظام و انصرام) کا ترمیمی مسودہ قانون 2015ء (مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2015) سے متعلق تحریک پیش کریں۔

عبدالرحیم زیارت وال (وزیر قانون و پارلیمنٹی امور)۔ میں وزیر قانون و وزیر جنگلات و جنگلی حیات بلوچستان کے جانب سے بلوچستان، تحفظ جنگلات و جنگلی حیات (حفاظت بچاؤ انتظام و انصرام) کا ترمیمی مسودہ قانون 2015ء (مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2015) پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ بلوچستان، تحفظ جنگلات و جنگلی حیات (حفاظت بچاؤ انتظام و انصرام) کا ترمیمی مسودہ

قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2015) پیش ہوا۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات بلوچستان، تحفظ جنگلات و جنگلی حیات (حفاظت بچاؤ انتظام و انصرام) کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2015) سے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

عبدالرحیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیمنٹی امور)۔ میں وزیر قانون جنگلات و جنگلی حیات بلوچستان کے جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان، تحفظ جنگلات و جنگلی حیات (حفاظت بچاؤ انتظام و انصرام) کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2015) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا رجحانیہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر - آیا بلوچستان، تحفظ جنگلات و جنگلی حیات (حفاظت بچاؤ انتظام و انصرام) کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2015) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد

وانضباط کا رجحانیہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے؟ (ہاں) تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان، تحفظ جنگلات و جنگلی حیات (حفاظت بچاؤ انتظام و انصرام) کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2015) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا رجحانیہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے۔

سردار رضا محمد بڑیج صاحب اپنی قرارداد نمبر 52 پیش کریں۔

سردار رضا محمد بڑیج (مشیر برائے وزیر اعلیٰ)۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے رجوع کرے کہ ضلع ہرنائی جو قدرتی معدنیات کے ساتھ ساتھ صوبہ کے شعبہ زراعت میں بھی اہمیت کا حال ضلع ہے گذشتہ کئی سالوں سے ضلع ہرنائی بقای خوست اور زرغون غریب میں گیس تیل کی پانچ کنویں کامیاب بھی ہو چکے ہیں۔ اور زرغون غر کے ایک کنویں سے صوبائی دارالحکومت کو گیس کی سپلائی بھی گذشتہ ڈیڑھ سال سے جاری ہو چکی ہے اور مزید گیس کے کنویں سے بہت جلد سپلائی شروع ہونا متوقع ہے لیکن حسب سابق ڈیرہ بگٹی - سوئی - لوٹی اوقی اور صوبہ کے دیگر علاقوں کی طرح بالخصوص اور ملک کے کونے کونے میں مذکورہ مقامات کے بساں کو بالعموم اب تک گیس فراہم نہیں کی گئی ہے۔ اس طرح کوئی تک گیس پہنچانے کا جو غیر منطقی راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ جس سے اکثر علاقے کے عوام کو جس طرح نظر انداز کیا گیا اس طرح کوئی گیس سپلائی میں بھی بہت سے علاقے اور ضلع ہرنائی کو نظر انداز کیا گیا ہے جو کہ ناقابل فہم اور آئینین پاکستان کی آرٹیکل 158 کے خلاف ورزی بھی ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔ کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے

کہ ہر نائی اور ماحقہ تمام کلیوں کو گیس کی فوری طور پر سپاٹی لینی بنائے جس سے گیس کی فراہمی سے زیتون کے بہت بڑی جگل کی بچاؤ بھی ممکن ہو سکے۔

جناب قائم مقام اسپیکر - قرارداد نمبر 52 پیش ہوئی۔ اس کی موزونیت پر۔

آغازیں لیاقت علی۔ جناب چونکہ میں بھی اس قرارداد میں تھا لیکن آفس میں شاید no moment ہو گیا ہے۔ اور اس پر میں ہی بول سکتا ہوں دوسرا تو انہیں بول سکتا۔ اس لئے اگر آپ اجازت دے permission ہے اس پر دے تو میں اس پر بحث کرو کیونکہ یہ Burning issue ہے۔ یا ایک بڑا Burning issue ہے اس پر بحث ہونی چاہئے چونکہ سردار صاحب کے ساتھ میں نے بھی دستخط کئے تھے تو وہ چونکہ آفس سے وہ مت ہو گئے ہیں۔ اگر آپ اجازت دے تو میں اس پر بحث کروں۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ وہ دوسرے قرارداد میں ہے اس میں نہیں ہے۔

آغازیں لیاقت علی۔ جناب یہ دونوں اکھٹے تھے۔ پھر انہوں نے اس کو bifurcate کیا ہے۔ اگر اسپیکر صاحب آپ مجھے اجازت دے۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی بسم کرے آغا صاحب۔

آغازیں لیاقت علی۔ جناب اسپیکر اس ملک کی جو وہ سب سے بڑی بُدھتی ہے۔ کہ ہم اس کتاب پر عمل نہیں کرتے ہیں اور اس آئین کو آرٹیکل 158 کو follow نہیں کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر اگر آپ اجازت ہے۔ آرٹیکل 158 جو ہے۔ وہ پڑھ کر آپ کو بتا دوں۔

Priority of requirements of the natural gas, The Province in which a well-head of natural gas is situated shall have precedence over parts of Pakistan in meeting the requirements from that well-head ,subject to the commitments and obligations as on the commencing day جناب اسپیکر یہ آرٹیکل پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 158 ہے۔ جس میں یہ صاف لکھا گیا ہے کہ گیس پڑوں جس صوبے سے نکلتی ہے۔ جس صوبے میں اس کا کنواں ہے سب سے پہلے اس پر اس صوبے کی عوام کا حق ہے۔ اور نزدیکی عوام کا ہے اور ان لوگوں کا ہیں۔ جہاں یہ گیس 1955ء میں سوئی کے مقام پر ایک گیس discover ہوتی ہے جناب اسپیکر 1955ء میں اس کی distribution شروع ہوئی تھی ہماری نیچرل گیس، اور 1952ء میں اس کی

اب بدقتی کیا ہے۔ کہ 1952ء سے لیکر 2015ء اب ہے آج تک سوئی کے اُن مقامات کو جہاں سے یہ گیس انکتی ہے جدھر یہ ذخیرہ ابھی تقریباً 50% سے کم رہ گیا ہے۔ سوئی کے اُن مقامات کو پھر صوبے کے اُن مقامات کو آج تک یہ گیس سپلائی نہیں کی گئی۔ جناب اگر یہ بات میں کسی اور جگہ کرتا ہے۔ تو شاید پہلے والی حکومت ہوتی تو میں غدار ہوتا ہے کیونکہ میں یہ بات نہیں کر سکتا تھا۔ اُس وقت ہمارے اچھے لیڈروں نے یہ باتیں کیں کہ ہمارے اپنے وسائل پر کوئی اختیار نہیں لیکن کیا ہوا میں اس میں نہیں جانا چاہتا ہوں۔ ساری دُنیا کو پتہ ہے کہ ہمارے اُن لیڈروں کے ساتھ کیا ہوا۔ جناب اسپیکر آپ پھر اٹھارویں ترمیم کے بعد جو اس آئین میں ہے۔ 18ویں ترمیم کا ہر جگہ ذکر کیا جاتا ہے کہ 18ویں ترمیم جو ہے۔ وہ نافذ ہو گی ہے صوبوں کو اپنے حقوق مل گئے ہیں اور یہ ساری باتیں کی جاتی ہیں۔ آج بھی جناب اسپیکر ہمیں اپنا حق نہیں دیا جا رہا ہے ہمیں یہ گیس نہیں مل رہا ہے۔ یہ گیس جو ہے اس وقت زرغون غر میں جو نیا ذخیرہ دریافت ہوا ہے۔ جناب اسپیکر ایک ایسے غلط راستے پر قصداً لے جایا گیا ہے جس میں اس علاقے کے آبادیوں کو نظر انداز قصداً کیا گیا ہے۔ پھر جناب اسپیکر ہر نائی، پھر زیارت خوست شارگ زرغون غر نیچے مارگٹ پھر اس کے بعد آپ دیکھ لے ہنزہ اوڑک ان تمام راستوں کو بائی پاس کیا گیا ہے۔ جناب اسپیکر یہ قصداً کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ اگر اس طرح آڑیکل پاکستان کے آئین کی اسی طرح Violation کی جاتی رہی ہے کسی اور صوبے کے لئے تو پھر ٹھیک ہے ہم اس کو تسلیم کر لے گے۔ لیکن اگر یہ Violation صرف اور صرف اس بدقسمت صوبے کیلئے ہیں ہمارے ساتھ ہے ہمارے اپنے ساحل اور وسائل پر ہمیں اختیار نہیں دیا جا رہا ہے ہمیں اس کا حق نہیں دیا جا رہا ہے۔ کہ ہمارے علاقے کو گیس provide کیا جائے تو یہ کتنی بڑی نا انصافی ہے یہ پاکستان کا وہ آئین ہے جس پر سارے قوم متفق ہے۔ لیکن بدقتی کیا ہے۔ کہ آڑیکل 158 کے تحت آج زرغون غر سے جو گیس نکل رہی ہے آج سوئی کے مقام سے جو گیس نکل رہی ہے۔ آج لوئی کے مقام سے جو گیس نکل رہی ہے وہ وہاں کے باشندوں کو میسر نہیں۔ پھر جناب اسپیکر سر دیاں آگئی ہیں۔ پھر جناب اسپیکر سر دی آگئی ہے ہر نائی کو تو گیس نہیں مل رہا ہے۔ ہر نائی کا جنگل تباہ ہو رہا ہے شاہرگ کا جنگل تباہ ہو رہا ہے۔ اور وہ جنگلات جو ٹھوڑے بہت زیتون کے درخت ہے وہ ختم ہو رہے ہیں لیکن کم سے کم ان علاقوں کو جہاں already انہوں نے گیس کے پائپ لائی دی ہیں ان کو تو گیس دیں۔ وہاں بھی سپلائی نہیں ہو رہا ہے جناب اسپیکر آج میں ایک جگہ کوئی میں مہمان تھا اٹھ بجے گیس ختم ہو گئی اور کوئی گیس وہاں پر نہیں آ رہی تھی۔ جبکہ ابھی تک سر دی کی ابتداء ہے آج پہلیں میں آج فلات میں آپ کے چدھر چدھر بھی ہے کدھری بھی گیس کا پریشانیں ہے ہر نائی کے ساتھ گیس نکل رہا ہے اس کو سپلائی نہیں کیا

جارہا ہے میں آپ کو جناب اپسکر ایک زبردست اطیفہ بتاواں۔ ہمارے کچھ کرم فرماء جو تھے وہ کراچی کے سوئی سدرن گیس کے بینگ ڈائریکٹر سے ملنے گئے تھے اس نے کہا میں آرہا ہوں ایک بڑے گیس پائپ لائن کا افتتاح کر رہا ہوں۔ تو انہوں نے اس کو کہا کہ جی آپ پہلے پرانے کو تو پورا کیا جائیگا نئے لائن کا افتتاح کرے۔ نئے لائن کیلئے اگر آپ افتتاح کر رہے ہیں تو جب ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ گیس پریشر میں کی جو ہے اس کو کس طریقے سے پورا کیا جائیگا تو وہ کہتے ہیں کہ کیونکہ آپ کا سورس آف وہ جو ہے سپلائی پائپ لائن ہے وہ ہم نے شروع میں بڑی چھوٹی بچھائی تھی۔ اب یا اس سے زیادہ سپلائی اس میں ہم نہیں کر سکتے ہیں جناب اپسکر میں جیران اس بات پر ہوں کہ اوچ کے مقام سے تو آپ ادھر سپلائی نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ رغون غرکی گیس نکل رہی ہے اس میں کم سے کم جلدی تو سپلائی کرے اور سارے علاقوں میں distribution تو دیں اور آس پاس کے علاقوں جو ہیں ان کو بھی ڈسٹری بیوشن دیں تو جناب اپسکر مجھے یہ کہتے ہوئے کوئی نہیں ہے کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اس زیادتی کے اذالے کیلئے میں اپنے چیف منٹر صاحب سے سینئر منٹر نواب صاحب سے اور زیارتوال سے اور اس ہاؤس سے یہ مطالبه کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو میں و عن منظور کر کے فیڈ رل گورنمنٹ پر یہ پریشر ڈالا جائے کہ ہمارے جو حقوق ہیں آرٹیکل 158 کے تحت وہ ہمیں دیے جائے اور ہمیں یہ گیس مہیا کی جائے۔ شکریہ جناب اپسکر صاحب۔

جناب قائم مقام اپسکر۔ جی شکریہ آغا صاحب۔

زمرک خان اچنڈی۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ سردار صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہم بھی اس کی حمایت کرتے ہیں اور ایک اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔ گیس کے حوالے سے تو اس پر بات کریں گے لیکن میں اتنا کہوں گا کہ یہ جو صوبائی خود اختیاری کیلئے ہم لڑ رہے ہیں جس طرح آغا صاحب نے کہا کوئی چالیس سال سے ہم یہی کہتے تھے کہ ہمیں صوبائی خود اختیاری دی جائے اور ہمیں اپنے ساحل و سائل پر اختیار دیا جائے۔ گیس کی مسئلہ بھی اسی طرح ہے جس طرح نواب صاحب نے کہا 1952 میں بلوچستان سے گیس نکلی تھی اور چالیس سال تک ہم پورے پاکستان کو دیتے رہے اور ہمیں جو ائمٹی مل رہی تھی وہ انہوں نے چالیس سال تک روکا اور جب 1992 میں گیس یہاں سے جو ہماری percentage ہے وہ 17 پرسنٹ تک گئی تو سندھ میں ان کے بہت بڑے ذخائر نکلنے شروع ہو گئے تو تب سے ان کو ائمٹی جو ہے وہ بہت زیادہ میں تو کہہ نہیں سکتا ہوں کہ کتنے پرسنٹ میں میرے خیال سے بچپن سے تمیں پرسنٹ ان کو ملنے شروع ہو گئی کہ بلوچستان کی گیس ختم ہونے لگی تو ایک توجہ اٹھا رہا ہے جو گیس ہے اسی ترمیم میں ہمیں اختیارات دیے گئے جو صوبائی خود اختیاری کے تحت توبت ہمیں جو گیس ہے

پہلے بلوچستان سے پوچھ کے اور وہاں تک ان کو پہنچنا چاہیے جہاں سے یہ نکتی ہے یہ قانون اور ہمارے ٹرائیبل سیٹ میں بھی یہی ہے کہ جہاں سے آپ گزرتے ہو پہلے وہاں آبادی کر لو پھر اس کے صوبوں کو آپس میں لڑانے کی شہروں کو دیدیں۔ ابھی تو ہمیں یہ خطرہ مخصوص ہو رہا تھا کہ پہلے ہمیں بانٹ کے صوبوں کو آپس میں لڑانے کی کوشش کر رہی تھی ابھی جو ہے اسپیکر صاحب اگر آپ تھوڑی سی توجہ دیدیں تو ہمیں بھی ہمیں آپس میں لڑانے کی کوشش ہو رہی ہے ابھی بھی اگر ہر نئی سے گیس نکل رہی ہے کوئی کوئی رہی ہے اور آس پاس علاقوں کو مل رہی ہے اور وہاں نزدیک ایریے ان کو نہیں مل رہی ہے تو کیا تصور کریں گے ہر نئی دالے تو اٹھ جائیں گے زرغون دالے تو اٹھ کھڑے ہو نگے کہ جی ہمارا حق کہاں پر اور کون لے کے گیا۔ تو ہمیں آپس میں ابھی صوبے میں ایک انتشار اور ایک نفرت پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے میں اس قرارداد جو سردار نے پیش کی حمایت کرتا ہوں اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ بلوچستان کو اس کا حق کو اور ساحل اور سائل ان پر اختیار دیے جائے ہمارے چیف منستر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کم از کم وہ پہلے تو بیٹھ کے اپنی کابینہ کو اعتماد میں لے لیں۔ کہ جی یہ اقدام جو ہو رہا ہے صحیح ہو رہا ہے ہمیں اپوزیشن کو اگر نہیں پوچھتے ہیں ہمیں اگر کوئی اتنا حق نہیں ہے کسی چیز میں بیٹھانے کی جو ہے ہمیں زحمت نہیں دے رہی ہے تو یہ بھی تو ایک ایکشن ہے کہ وہ خود بیٹھ کے اپنی کابینہ کو اور فیڈرل گورنمنٹ کو اس سے آگاہ کر دیں کہ ہماری یہ پالیسی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ پہلے ہر نئی زرغون جو آس پاس علاقے ہیں ان کو گیس دید و تب آپ کوئی کو دیدو۔ کوئی میں بھی رہتا ہوں یہ سارے ہمارے بہن بھائی یہاں پر جتنے لوگ رہتے ہیں ان کو حق ہے لیکن آپ کو پتہ ہے گیس کیلئے کیا کیا ہم کر رہے ہیں ابھی لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔ رات کو گیس بند ہو جاتی ہے ہماری تو غریب عوام ہیں اور رات کے تین بجے واپس گیس کھول دیتے ہیں پتہ نہیں کتنی ہلاکتیں ہوئی ہے ان سے کتنے لوگ مر گئے ہیں تو ان پر میں وزیر اعلیٰ صاحب سے نواب صاحب آپ سے گزارش کرتا ہوں ہمارے پارلیمانی لیڈر آپ اگر ہماری تجویز ہے میں ایک سمجھیں دے سکتا ہوں یہ اس پر کوئی آپ کی ایسی اقدامات تو نہیں کر سکتا ہوں یہی ہے کہ آپ کابینہ بیٹھ جائے بلوچستان کے جتنے بھی مسائل ہے اور گیس اور بجلی کا ابھی سردیوں میں سب سے بڑا مسئلہ ہے اس پر شاید ہم اور بھی قرارداد لائے اور پچاس قراردادیں ہم نے پیش کی ہے ڈاکٹر صاحب کتنی قراردادیں آئی ہوئی ہیں کس پر عمل ہوا ہے۔ میں یہ تجویز دوں گا کہ کم از کم کابینہ کے بیٹھا کے آپ ان سے بات کریں جتنے بھی ان کے ایم ڈی کراچی میں بیٹھتے ہیں یا ان کی جو منسٹری ہے وہ اسلام آباد میں ان سے بات کرے کہ بلوچستان کے ساتھ زیادتی کیوں ہو رہی ہے آپ ہمیں کیوں نہیں دے رہے ہیں ہر نئی کے لوگوں کو کیوں نہیں دے رہے ہیں ان کا حق ہے ان سے نکلنے والی گیس ان کو ملتی چاہیے تو اسپیکر صاحب اس پر

میں ان کی حمایت کرتا ہوں ہمارے بھی نام جو ہے اس قرارداد میں شامل کیئے جائیں اور اس پر جلد از جلد جو ہے نواب صاحب اور ڈاکٹر صاحب اور ہمارے زیارتوال صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور جتنے بھی ہمارے (ن) ایگ (ق) ایگ کے جو پارلیمنٹی لیڈر ہیں اگر ہماری ضرورت پڑ جائے تو ہم بھی اس پر مستخط کر کے ان کے ساتھ رہیں گے اور ان کی حمایت کریں گے۔ thank you

جناب قائم مقام اپیکر۔ شکریہ۔ جی زیرے صاحب۔

نصراللہ خان زیرے۔ شکریہ جناب اپیکر صاحب۔ سردار صاحب کی جو قرارداد یقیناً اہمیت کی حامل ہے یقیناً جس طرح انہوں نے پاکستان کے حلقة انتخاب کے ارٹیکل کا حوالہ دیا 158 کا کہ اس کے تحت پہلا حق وہاں کی عوام کا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑھ رہا ہے کہ ہر نائی جو پسمندہ ضلع ہے اس کو چھوڑ کے وہاں ابھی تک گیس نہیں ہے اور ایون آپ کا کوئی شہر ہے اب سر دیاں ہیں اور اس کوئی شہر میں آپ یقین کر لیں کہ آج بھی صحیح میرے گھر میں بہت سارے لوگ جمع تھے کہ مکمل طور پر آپ کا پورا ایسٹرن بائی پاس سریاب شالدرہ نواکلی یہ جتنے بھی پرانے علاقے ہیں وہاں پر گیس پریشر نہ ہونے کے برابر ہے نہ وہاں پر گیس ہے رات کو یکدم چلی جاتی ہے۔ لودھیڈنگ ہوتی ہے گیس کی تو میں سمجھتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب چونکہ اب آج بھی یہ بارش ہے سر دیاں شروع ہو گئی ہے میں request کرو گا وزیر اعلیٰ صاحب سے کوہ سوئی سدرن گیس کے ایم ڈی کو یہاں بلا میں اور اس تمام صورتحال پر وہ اراکین اسمبلی کو بیٹھا کر اس سے جو ہے نہ تفصیلات لی جائے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب ہم سے پوچھتے ہیں بولتے ہیں اس علاقے میں تو آپ کا دو انج کا پائپ ہے۔ اسیے گیس کا پریشر کم ہے۔ آپ گرمیوں میں نہ وہاں گیس پریشر کیلئے زیادہ بڑھانے کیلئے وہاں پر چار انج پائپ ڈال دیں یا وہاں پر اٹھ انج کا پائپ آپ ڈال دیں۔ تو ہر دفعہ یہی ہوتا ہے کہ جب سر دیاں ہوتی ہیں تو ہماری عوام اس 10 ماہنس۔ میں ماہنس 12 میں گیس پر لودھیڈنگ ہوتی ہے عوام کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو میں گزارش کرو گا جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے کوہ پوری طور پر سوئی سدرن گیس کے ایم ڈی صاحب اور وفاقی وزیر شاہد خاقان عباسی صاحب ہے ان سے رابطہ کریں۔ یہ فوری نویعت کے مسئلے اُنکی طرف ان کی توجہ دلانے اور میں اس قرارداد کی بھرپور طریقے سے حمایت کرتا ہوں شکریہ

جناب قائم مقام اپیکر۔ جی شکریہ زیرے صاحب۔ جی زیارتوال صاحب۔

عبدالرحیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیمنٹی امور)۔ شکریہ جناب اپیکر۔ قرارداد یہاں پر اس وقت زیر بحث ہے ہاؤس کے سامنے ہم سب لوگ بیٹھے ہیں قرارداد کے حوالے سے اپوزیشن سے زمرک

صاحب نے اس کی حمایت کی میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور باقی جودوست اس پر بولے ہیں بنیادی طور پر کہ آج بھی گیس price اس کا ہمیں کسی کو صوبے میں جو ہم یہاں بیٹھے ہیں اس ایوان سے صوبے کا با اختیار ادارہ کوئی نہیں ہے ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ لوٹی سے کتنی گیس نکل رہی ہے اور جس سے کتنی ہے ڈیرہ گیٹی سے کتنی ہے سوئی سے کتنی ہے اور زرغون سے کتنی ہے اور جوان کی حساب کتاب ہے ان کے حساب کتاب کے مطابق ہمیں رائٹلی دے رہی ہے اب یہاں پر آئین کے آرٹیکل 161 وہ clear ہے واضح ہے ان چیزوں پر کہ یہ حساب کتاب کم سے کم صوبوں کو معلوم ہونا چاہیے ہمیں یہ حساب کتاب نہیں بتاتے کیا وہ سوئی سدرن کمپنی لوگ ہیں اس سے زیادہ پاکستان سے محبت وطن لوگ ہیں اگر وہ زیادہ محبت وطن ہے اور ہم محبت وطن نہیں ہے تو یہ سرٹیفکٹ کون جاری جو کمپنی ہے جو مکاری ہے وہ محبت وطن بن گئی ہے اور ہم جو یہاں بیٹھے ہیں یہاں کے باسی ہمیں نہیں پوچھا جا رہا ہے تو کہنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ یہ جو قرارداد ہے بنیادی طور پر علاقے کی وہاں پر جہاں یہ گیس نکلی ہے وہاں صنوبر کے جنگل ہے میں سب دوستوں کو لے بھی جاؤ نگا آپ دوستوں کو دیکھا بھی دونگا اب وہاں کے جو باسی ہے وہ اس جنگل کو کاٹ رہے ہیں اس نایاب جنگل کو قیمتی جنگل کو کاٹ رہے ہیں۔ اور پھر نیچے والے علاقوں میں پھر زیتون کی جنگل ہے اب لوگ اس کو کاٹ رہے ہیں لیکن ہمیں پوچھئے بغیر اس طریقے سے اس کو وہ کر رہے ہیں اور ہم میں سے کسی کو یہ نہیں بتا رہے ہیں میں خود وہاں گیا ہوں میں ان کے ساتھ بیٹھ گیا ہوں اور وہاں جو کرنل بیٹھا ہوا تھا ان کو کہا تھا جو تحفظ کیلئے وہ ہے کہ بھائی کتنی ہے اس نے کہا کہ یا ری ہم آپ کوئی بات سکتے ہیں تو کوئی نہ گیس دے رہے ہیں اگر یہ گیس کم ہے جیسے دوستوں نے کہا زرغون سے آ رہی ہے کم سے کم اس کو divide کرو۔ کوئی نہ ٹھنڈا ترین علاقہ ہے قلات، زیارت نہ زیارت میں ہے کہ کوئی نہ میں ہے نقلات میں ہے جس وقت آپ کو ضرورت پڑے گی اور ضرورت کے بغیر اگر ہو آپ کھانا پا سکتے تو پا سکتے ہیں۔ اب ہم کہاں تک پہنچے ہیں کوئی نہ گیس آگئی تھی جنہوں نے بھی مکانات بنائے اس میں آگ جلانے کیلئے اپنے بیگوں میں اپنے مکانوں میں وہ جگہ ہی نہیں چھوڑی ہے اب اگر آپ آگ جلانیں گے تو کیسے جائیں گے لیکن منقی بارہ میں منقی پندرہ میں کوئی نہ گیس کے بغیر آگ کے بغیر گزارہ کیسے ممکن ہے تو یہاں پر جو یہ قرارداد ہے بنیادی طور پر 161 آئین کا جو آرٹیکل ہے 158 جو ہے ان کے آرٹیکل ہے اس کو فال کرتے ہوئے میں آپ سے گزارش یہ کروں گا کہ اس کو منظور کرتے ہوئے ہمارے صوبے کو یہاں جو بیٹھے ہوئے لوگ ہیں ان کو مالک سمجھ کے مالکوں کی حیثیت سے ان کے ساتھ بخورد ہوا اور مالکوں کے حیثیت سے بیٹھ کے پوچھ لیں یہ جو بیٹھے لوگ ہیں ان سے پوچھ لیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں کیا ہم مالک ہے تو مالک کی حیثیت سے آپ پوچھ لیں اور اگر کمپنی مالک ہے تو

کمپنی تو سوداگروں کی حیثیت سے اس کی حیثیت ہوئی۔ تو کمپنی کو سب کچھ وہ خود اختیار ہے جہاں سے لے جانا چاہیے جس کو دینا چاہیے جس کو نہ دینا چاہیے ایک چیز میں کمپنی کو فائدہ نظر آ رہا ہو وہ کام وہ کر رہی ہوگی اور جہاں سے گیس نکل رہی ہے 158 کے تحت وہاں ان کو کوئی پرائزیٹی نہیں دے رہے ہیں تو اس بنیاد پر آپ کے توسط سے ہماری وفاقی حکومت ہماری گزارش یہ ہے کہ چیزوں کو اس طریقے سے ماضی کی طرح نظر انداز نہیں کرنی چاہیے۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ صوبائی حکومت کو کوئی اختیار نہیں ہے اس میں--

عبد الرحیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیمانی امور)۔ صوبائی حکومت کو اس حوالے سے کچھ اختیار نہیں ہے کمپنی کو اگر اختیار ہے تو مجھے کمپنی سے پہلے اختیار ہونا چاہیے کہتنی گیس نکل رہی ہے اور ہم خود اس مشین کو ہمارے ماہرین صوبائی حکومت کے ماہرین خود اس مشین کو دیکھیں لوٹی ڈیرہ بگشی اور ہر نانی میں بھی دیکھ لیں اور جہاں جہاں سے مزید کوئی آپ کا میاہ کروار ہے ہیں ہر کہیں پر اس صوبائی حکومت کا اس پر چیک ہونا چاہیے اور پھر اس کی بنیاد پر جو نکل رہی ہے مثال کے طور پر اور چیزوں پر اگر جاتے ہیں مثلاً گیس price میں جو difference ہے آپ سے کتنی قیمت پر ملی جا رہی ہے اور آگے کتنی قیمت پر پیچی جا رہی ہے دوسری بات جو ہے وہ یہ ہے بنیادی طور پر گیس ڈولپمنٹ سرچارج ہے ہمارے صوبے کی فی مکعب فٹ 26 روپے یا تیس روپے پر نکل رہی ہے سندھ کا دوسوچاپس ہے پنجاب کا دوسوکتنا ہے اب سب کو ملکے بھی ہماری جوستی نکل رہی ہے اس کا فائدہ تو قدوس صاحب کو پہنچا چاہیے ہماری سستی ہے اور کسی اور صوبے کی مہنگی نکل رہی ہے تو جن کی مہنگی نکل رہی ہے ہم کو ایک طرح سے کیوں treat کرتے ہو اس پسمندہ اور غریب صوبے کو develop کریں گے ترقی دینے کے لئے فلانا کریں گے۔ بابا اپنی حالات پر چھوڑ دو ہماری right تسلیم کرو وہ بھی ہمارے ساتھ نہیں ہو رہا ہے اور ان کو ملکے گیس ڈولپمنٹ سرچارج کے طور پر اور تیسری بات یہ ہے پھر یوریا کے کارخانوں کو گیس سبسیڈی ریٹ پر دی جا رہی ہے بھی ہم غریب لوگ ہیں اور ہمارے ہاں کاشتکاری کتنی ہے باغات ہمارے تباہ ہو گئے پانی نہیں ہے اور زمینداری لوگوں نے چھوڑ دی ہے اور آپ ہم سے گیس کے اگر پانچ روپے ہمیں مل رہے ہیں اس صوبے کو وہ بھی آپ کاٹ لیتے ہیں یہ پچاس ارب روپے کا صرف گیس کی مد میں ہمیں نقصان پہنچا رہے ہیں تو اس نقصان سے -----

جناب قائم مقام اسپیکر۔

Hose in order، آرڈر، آرڈر، آرڈر please

آپس میں۔

عبدالرحیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیمانی امور)۔ اس نقصان سے بچنے کے لئے ہم یہ کہہ رہے ہیں اور بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ بھئی خدا کے لئے ہمیں ماں کی حیثیت سے ٹریٹ کرو مالک کی حیثیت سے ہم سے پوچھو اور ہمیں ماں سمجھ کے ہمارے ساتھ معاملہ ہو تو اس طریقے سے نظر اندازی جو ہے سارے لوگ ڈاکٹر صاحب کو پڑھتے ہے میرے خیال میں سوزیا دلوگ ڈاکٹر صاحب کے دفتر میں آ کے گھسے تھے رات تھی اور آ کے بیٹھ گئے اور ڈاکٹر صاحب نے اور چیف سیکرٹری اس وقت تھا فتح صاحب اس کو کہا کہ ہمارے ساتھ یہ ہو رہا ہے ڈاکٹر صاحب نے خود کہا کہ ہم اس کو حل کر لیں گے لیکن کہنیں اس کا اختیار اور اس کے طور طریقے وہ نہ آپ جانتے ہیں نہ ہم جانتے ہیں کہ وہ کس طریقے سے انہوں نے حل کیا اور جس طریقے سے وہ کر رہے تھے جس طریقے وہ لارہے تھے وہ انہوں نے کر دیا اور ہمیں ایسے چھوڑ دیا تو یہاں پر میں ہاؤس کے سامنے صرف یہ رکھنا چاہتا ہوں کہ قرارداد کو تو آپ منظور کر لینے گیس کی ہر لکھیں پر ضرورت ہے اور یہ جو گیس ابھی لارہے ہیں اور جہاں جہاں پر یہ دے رہے ہیں یہ اچھی بات تھی لیکن اس میں بھی عمل ہونا چاہیے ہمیں گیس چاہیے ہماری جنگلات اگر تھوڑے بہت بچے ہیں گیس کے ذریعے سے ہم اس کو بچاسکتے ہیں دوسرا کوئی طریقہ نہیں ہے اور مفت کا جو جنگل ہے لوگ اس کو کاٹ رہے ہیں تو اس کو بچانے کے لئے میں یہاں پر آپ کی توسط سے ہاؤس سے گزارش یہ کرتا ہوں کہ اس کو آپ منظور کریں اور ساتھ ہی ساتھ خصوصی نوٹ آپ کی جانب سے custodian of the house کی حیثیت سے آپ کی جانب سے جانا چاہیے کہ ہماری یہ چیزیں اور ایوان میں جو debate ہے ہمیں پوچھا جائے اور ہمیں بتایا جائے کہ کتنی گیس اب نکل رہی ہے اور پر مکعب فٹ ہمیں کتنی قیمت ادا کی جا رہی ہے اس کی قیمت کیا ہے اور آگے ہمیں کس انداز سے وہ دہے رہے ہیں رائٹی کے لئے وہ fix کرتی ہے اور جو consumer کو گیس دی جا رہی ہے اس کی قیمت کیا کیا ہے اس میں difference کیا آتا ہے تو اس غریب صوبے کے ساتھ یہ چیز اگر ہم روک لیں تو صوبیا مستقبل بن جائے گا، -- thank you --

جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی شکر یہ زیارتوال صاحب، اپوزیشن لیڈر کو دیتے ہیں پھر میر خالد جان آپ کے پاس آتے ہیں، جی۔

مولانا عبدالواسع (قايد حزب اختلاف)۔ شکر یہ جناب اسپیکر یہ جو قرارداد آئی ہے گیس کے سلسلے میں تو جناب اسپیکر میرے خیال میں 23، 24 سال ہو گئے کہ میں اس معزز ایوان کا ممبر ہوں لیکن جناب اسپیکر میرے خیال ہر اسمبلی میں اور ہر وقت ہمارا بھی رونا رہا ہے اور ہمارے اراکین بھی رونا رہا ہے ہیں کہ گیس ہماری صوبے سے نکلتی ہے نہ اس کے بد لے میں ہمیں اپنے حصے کے مطابق نہ گیس رائٹی ملتی ہے اور نہ سرچارج وغیرہ کچھ وہ تو

لیکن جناب اسپیکر ابھی جو ملک کے اندر یا صوبے کے اندر جو حالات ہے یا ہم جو کہتے ہیں کہ فلاں سے بات کرتے ہیں اور فلاں سے بات کرتے ہیں اور فلاں ناراض کو راضی کرتے ہیں فلاں کو یہ کرتے ہیں فلاں کو وہ کرتے ہیں تو جناب اسپیکر اگر ہم سب بیٹھ جاتے ہیں اور اس معزز زایوان کی جوار اکین ہیں یا اس معزز زایوان کے اراکین تو ہم سب یہی رونارو ہے ہیں لیکن جناب اسپیکر اب یعنی لوگ کہتے ہیں کہ امن قائم نہیں ہو جاتا ہے ملک میں دشمنگردی ہے ملک میں لوگ اپنے ملک سے نفرت کرتے ہیں اپنے ملک کے خلاف لوگ باتیں کرتے ہیں تو جناب اسپیکر یہ سب کے سب کچھ لوگ خود غرض ہو سکتے ہیں لیکن سب اسی بات پر ہے کہ جب تک آئین پر عمل درام نہیں ہوتا ہے جب تک قانون پر عمل درآمد نہیں ہو سکتا ہے۔ جب ملک کے بالادست طبقہ کمزور طبقے کو اپنا حق نہیں دیتا جب تک جناب اسپیکر لازماً اس کا نتیجہ یہی نکلتا رہے گا تو پھر آپ ضرور یہ کہیں گے کہ یہ ملک کے باغی ہیں یہ دشمنگرد ہیں یہ علیحدگی پسند ہیں جو بھی کوئی نام ان کو دیتے ہیں لیکن جناب اسپیکر آپ اور ہم یہ سب آپ ہمیں بتا دیں کہ ہمیں مرکز کی طرف اور مرکزی حکومت کی طرف ساٹھ سال سے لیکر اب تک ہمیں اپنا حق دیا جاتا ہے وہ حق جو سٹیٹ یا فیڈریشن کے حوالے سے وہ اسی کو مبارک ہو لیکن ہمارے اپنے صوبے سے جو چیز اپنے وسائل پر جو ہمارے صوبے جو وسائل ہیں ان سے ہمیں محروم کھا گیا ہے جناب اسپیکر جب صورتحال یہ ہو کہ آپ کو اپنے گھر کے اندر اپنے گھر کے وسائل سے اور اپنے گھر کی جو چیزیں ہیں ان سے آپ کو محروم رکھا جاتا ہے تو جناب اسپیکر لازماً اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے اور پھر اس کے جذبات میں کہتا ہوں کہ کوئی چند لوگ خود غرض ہوتے ہیں چند لوگ باہر کے ایجنسٹ ہوتے ہیں لیکن یہ جو استعمال ہوتے ہیں جن لوگوں کے اور جن نوجوانوں کے جذبات استعمال ہوتے ہیں تو جناب اسپیکر سب انہی نوجوانوں کے جذبات استعمال ہوتے ہیں کہ جو ساٹھ سال سے اس محرومی کا شکار ہیں اور اب وہ مایوس ہو کر یہ سمجھتے ہیں کہ پارلیمنٹ، آئین، اسمبلی، قانون اس پر کوئی عمل درام نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ آئینی دفعہ جو بالادست طبقے کے فائدے میں ہے تو پھر کہتے ہیں کہ آئین ہے اور اس آئین پر عمل درآمد ہونا چاہیے اور جب کمزور لوگوں کے حق میں ہو تو آئین کو ایک روڈی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں یہ کوئی قرآنی صحیح تو نہیں تو جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے ایوان اور حکومتی ارکان ہو یا اپوزیشن کے ارکان ہوں جذبات ایک جیسے ہے احساسات ایک جیسے ہے لیکن جناب اسپیکر اب جب ہم سب ایک جذبات اور ایک احساس رکھتے ہیں لیکن جناب اسپیکر مرکز کبھی مجھے حکومت دیکھ رکھومت کی وجہ سے وہ باتیں وہ کام وہ مطالبہ نہیں کر سکتا ہوں میں کہتا ہوں کہ حکومتی ارکان کے ساتھ یہ ہونا نہیں چاہیے کہ اپنے مرکز اپنے حکومت کیخلاف بات کر لیں کبھی کسی دوسرے دوست لیکن اگر ہم سب اس خول سے نکل جاتے ہیں اور ان باتوں سے نکل

جاتے ہیں قوم پرست، جمعیت علماء اسلام ہے مسلم لیگ ہے پیپلز پارٹی ہے جو بھی جماعت ہے لیکن اگر ہم اس خول سے نکل جاتے ہیں کہ حکومت اور وہ چیز نہیں ہے ہم سب اس معززاً یاون کے ارکان خود کو تجویز تو جناب اسپیکر تو پھر مجھے بتائیں کہ کون مطمین ہے ساٹھ سال سے ہمارے صوبے سے گیس نکلتی ہے اور اپنے علاقے سوئی کو نہیں ملتی ہے کیوں سوئی کا مطالبہ ہم کرتے ہیں کہ سوئی کے لوگوں کا دید یا جائے اس کو تو پہلے سے ملنی چاہیے ہم پورے بلوچستان کا کیوں مطالبہ نہ کر لیں کیونکہ آئین پاکستان کا یہ دفعہ جو ہے 158 تو جناب اسپیکر یہ واضح بتاتی ہے کہ سب سے پہلے اسی صوبے کو گیس ملتا چاہیے جس صوبے سے نکلتا ہے ان کی ضروریات کو پورا کر کے پھر اس کے بعد دوسرے صوبوں کو دی جائے پھر اس کے بعد آپ پاکستان کی بات کر لیں اور پاکستان کو دی جائے لیکن مجھے میری بہنیں میرے گھروالے اب تک گیس جانتے ہیں کہ گیس کیا ہے اگر آپ ان کو کہہ دیں کہ گیس بھی ایک اس طرح چیز ہے کہ ایک ہوا ہے اور ایک گیس ہے اور وہ چوہا ان سے سے جلتا ہے اور اس پر روٹی کپتی ہے اس پر سالن پکتا ہے اس پر گھر کے ضروریات پوری ہوتی ہیں لیکن وہ جیران ہوتے ہیں کہ یہ کس طرح چیز ہوتا ہے لیکن پوری دنیا پورا پاکستان ہماری گیس سے نہ صرف مستفید ہو رہے ہیں بلکہ ہمارے ملک کا اکنامی کا سب سے بڑا ذریعہ یہ ہمارے بلوچستان کی گیس سے جو ساٹھ سال سے نکلتا ہے اور ہمیں اب یہ وجود و ستون نے قرارداد پیش کی ہے کہ ہر نائی سے زرنوں سے یہ جو علاقے ہیں لیکن گیس نکلتا ہے اور ہمیں نہیں ملتا ہے جناب اسپیکر مرکزی حکومت نے ہمارے کس منصوبے پر ہمارے وہی اور مقامی لوگوں کو انہوں نے سہولتیں دی ہیں ریکوڈ ک میں خود گیا ہوں جناب ریکوڈ ک تو وہاں لوگوں کو ابھی تک پرائزمری اسکول اسی کمپنی نے مہیا نہیں کیے ہیں لیکن اربوں کھربوں ڈالرز کا ایک منصوبہ ہے اور ابھی بھی پاکستان اور کمپنی اس پر بات کر رہے ہیں جناب اسپیکر سیندک سے ہمیں کیا ملا ہے جناب اسپیکر گوادر سے ابھی گوادر کے لوگ جب رہ رہے ہیں تو گوادر کے لوگوں کو کیا مل رہا ہے پینتالیس ارب ڈالرز economic corridor تو خالصاً گوادر کے حوالے ہوتا ہے لیکن اس کے روڈ وغیرہ ملتا اور موڑوے پنجاب وغیرہ میں بنتا ہے وہاں جا کے حوالیاں میں بنتا ہے پرائم منسٹر صاحب آج سے افتتاح کرتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ مولانا صاحب اگر مختصر کریں۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف)۔ جناب اسپیکر میں اس بات کی طرف آونگا یہ ضروری ہے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ بات نہ کریں تو اس مظلوم عوام کے لئے کون بات کریگا جناب اسپیکر ہم یہی لوگ ہیں کہ اس کے

لئے بات کریں تو جناب اپیکر میرا مطالبہ یہ ہے کہ بلوچستان کے جتنے بھی بڑے منصوبے اور پروجیکٹ ہیں گواہ ہو سیندک ہو ریکوڈ ک ہوز رغون ہوسوئی گیس کے جتنے بھی منصوبے ہیں تو ان کے سب سے پہلے ان کی monitoring کے لئے بلوچستان کے اس معزز ایوان اور نمائندوں کی ایک کمیٹی ہو اور اس کمیٹی کے through اپنی ضروریات کا جائزہ لے کو اس وقت تک صورہ کا کسی بھی پروجیکٹ میں رعایت نہیں دینی چاہیے جب تک ہم اپنے بلوچستان کے کسی بھی حوالے سے بیرونی گاری کے حوالے سے وہ بھی یہاں گیس سے اپنے مستفید ہونے کے حوالے سے ہو وہ بھی یہاں ان کے رائٹی کے حوالے سے ہو وہ بھی بھی بات ہے تو اس وقت تک ان قراردادوں سے جو ہے قرارداد پاس ہو جاتی ہے جناب اپیکر اس قرارداد پر تو ہم باقیں تو کر سکتے ہیں لیکن کتنی قرارداد پاس ہوئی ہیں اگر آپ سیکرٹریٹ سے ریکارڈ مکملوں اور سب جمع کر کے میرے خیال میں 1990 سے ادھر ہے ابھی تک میرے خیال میں دوستین سو سے اسی قسم کے ایک نظریے جیسے قرارداد بھی پاس ہوتی ہیں لیکن جناب اپیکر اس پر کچھ عمل درآمد نہیں ہوتا ہے میرے سب دوستوں سے چیف منٹر صاحب حکومتی دوستوں سے تمام سیاسی پارٹیوں سے گزارش ہے کہ ایک وقت تو آیا گا اگر ہم اس کے لئے سنجیدہ ہوں گے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے لوگوں کو اس حوالے سے جوانہوں نے ذکر کئے ہیں یہ لوگ ان سے مستفید ہو جائیں اور لوگوں کو سب سے پہلے ان کا پناہ تمل جائے تو جناب اپیکر یہ قرارداد پاس بیٹھ کر ہو جائے ہم اس کی حمایت کرتے ہیں پاس ہو جائے لیکن ان کو کچھ کے اور چیف منٹر صاحب اور حکومتی اور سینئر منٹر اور تمام وزیر قانون اس کے لئے ہاؤس سے ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے کہ یہ جا کے جہاں جہاں جو بھی درہ جو بھی دروازہ ہو لٹکھا کے اور ان کو کہہ دے کہ بس اب ہمارے لوگوں کو دیا جائے تاکہ ہم اپنے لوگوں کی زبان بند کر لیں ہم لوگوں کے سامنے جانے کے قابل تورہ سکیں ابھی president economic corridor کا اس دن کے سامنے ابھی لوگ کہتے ہیں کہ یہاں حقوق کے حصول کے لئے سب سے اچھا فرم ہے لوگ کیوں پہاڑوں پر جاتے ہیں ہم بھی کہتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ حقوق کا حاصل کا ہوگا لیکن پارلیمان اور پارلیمنٹ اور جمہوریت کو کس نے اہمیت دی ہے اور اس کو میرے میں خیال یہاں سے پاس کریں پھر دوسرے یعنی ایک ٹکر بھی اس کو ہاتھ نہیں لگاتا ہے لیکن اس سے فائدہ کیا ہے تو کہتے ہیں کہ ابھی تو مکمل ہو گیا ابھی تو فنڈ نہیں ہے پھر دوسرے ترقی وقت کے لیے انتظار کر لیں کوئی دوسرا ملک مہربان ہو جائے پھر ہمیں کچھ بھیک وغیرہ دے دیں پھر ہم کریں گے تو جناب اپیکر میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں لیکن اس طرح میں سمجھتا ہوں جس نے بھی لائی ہے جو بھی لینا چاہتے ہیں وہ لے لیں لیکن خدا را ہم ابھی سوچ لیں میں صرف ان لوگوں کو زمہ دار نہیں ہے راتا

ہوں ہم بھی سب بلوچستان کی عوام کے اس کے ذمہ دار ہے کہ اگر ہم نے بلوچستان کے لوگوں کو انکا حق نہیں دلا سکا تو ہم سب اس کے ذمہ دار ہے اور آئندہ نسلیں ہم سے پوچھے گی اس کو باقاعدہ پکڑ کر قرارداد کے حد تک نہیں چھوڑا جائے بلکہ ایک مہم کے طور پر چلا جائے جناب اپیکر مہربانی۔

جناب قائم مقام اپیکر۔ جی شکریہ مولانا صاحب میر خالد لانگو صاحب۔

میر خالد ہمایوں لانگو (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ خزانہ)۔ جناب اپیکر۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ سب سے پہلے تو سردار صاحب قرارداد لائے ہیں میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور آج جناب اپیکر صاحب ہمارے قابل احترام ہے مولانا واسع صاحب اپوزیشن لیڈر آج پہلی مرتبہ مجھے بہت خوشی ہوئی ان کے تقریں کرنے۔ انہوں نے وہ ایک Mature جو اپوزیشن لیڈر کا کردار ہے مجھے آج ان میں نظر آیا ہم سے بہت سینئر ہے قابل احترام ہے لیکن بالکل یہ ایک حقیقت ہے کہ End of the day ہمیں اس صوبے کے عوام کی کے حقوق کے اصول کے لیے ہمیں اپوزیشن اور حکومت کو سب کوں کر جدو جہد کرنی چاہیے ضرور۔ اپوزیشن کا کام ہوتا ہے کہ جہاں اگر ہم سے کوتایاں ہوتی ہیں ہم فرشتے نہیں ہے ضرور ہم سے بھی کوتایاں کمزوریاں ہوتی ہیں تو ان کی وہ نشاندہی کریں اور ان کو ہم جو ہماری کوتایاں ہوں گی یا ہماری کمزوری ہوں گی ان کو ہم دور کرنے کی کوشش کریں گے دوسرا جناب اپیکر گیس کے حوالے سے بات ہو رہی ہیں تو یہ جو SSGC والے ہیں انہوں نے آپ یقین کریں جب سردی آتی ہے سردیوں کا موسم آتا ہے میں اپنے علاقے کے حلقات کے حوالے سے بات کرتا ہوں کہ مطلب ہماری زندگی عذاب ہو جاتی ہے ہر دن لوگوں کا سڑکوں پر نکلنماہر دن پر یہیں کافنسیس کرنا کیونکہ یہ گیس جو قلات کو ملا ہے یہ مطلب ایک نعمت ہے لیکن ہمارے لیے عذاب بناتے ہے پریشر بالکل نہیں ہے پہلے لوگ جب گیس نہیں تھا تو یہ زمیندار اس ٹائم زمینداری ختم کر کے پنجاب سے سکھر سے لکڑیاں لاتے تھے جلانے کے لیے اب وہ بھی انہوں نے ختم کر دیا اور آئے روز جیسے کہ ہمارا کیسکو کا اشو ہے واپڈا کا۔ واپڈا کے وہاں کا جو line superintendent ہے وہاں مختلف زمینداروں سے لوگوں سے ملی بھگت کر کے پیسے لے کر اور illegal connections دیتے ہیں اب جناب اپیکر یہ گیس کے معاملے میں بھی ہو رہا ہے کہ ہمارے یہاں جو قلات ہے گیس ہے یہاں سے لکپاس سے نیچے پھر انہوں نے کیا کیا ہے کہ سوئی سدرن والوں نے یہی ملی بھگت کی ہے کہ Tube wels چل رہے ہیں جناب اپیکر Tube Wels جرنیٹر پر illegal connections کے مختلف یہاں سے مستونگ، ہٹکوچہ، خالق آباد، قلات تک ایسے زمینداروں نے illegal connections لیے ہیں جو میں لائن پاپ لائن جا رہی ہیں اس سے انہوں

لیے ہیں جن سیر پر ٹوب ویل چلا رہے ہیں جب یہ ان کی ملی بھگت ہے وہ پسیے لیتے ہیں connections نے ان زمینداروں سے اور ان کو connections دیتے ہیں جو گھر بیو صارفین ہے وہ عذاب میں مبتلا ہے تو میری ایوان سے گزارش ہے آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ آپ ضرور اس چیز کا Curiously نوٹس لے اور ان کو بھلائیں اور ان کو تندی کریں کہ کم از کم یہ مسئلہ حل کریں کیونکہ لوگوں کے زندگی بہت عذاب میں ہے شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی شکریہ میر خالد لانگو صاحب۔ آپ نہیں بولیں گے سر۔ جی نواب شاہواني صاحب۔

نواب محمد خان شاہواني (وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی)۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ چونکہ بہت اہم مسئلے پر بات ہو رہی ہے جس عوام نے ہمیں منتخب کیا ہے یہاں پر۔ ان کی جوشکاریتیں ہیں اور ان کے جو مسئلے ہم تک پہنچتے ہیں ضروری ہے کہ ہم یہاں پر وہ بات ضرور رکھیں اسمبلی میں۔ مجھ کو کل پرسوں میں تقریباً بہت سے لوگوں نے بلکہ وہ پچھلی اور اسی سر دیوں کے دوران میں۔

جناب عبد اللہ بابت (وزیر حیوانات و جگلی حیات)۔ آواز نہیں آ رہی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ میرے خیال میں سسٹم ہے۔ مکوہ بابت۔

نواب محمد خان شاہواني (وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی)۔ پچھلے سال بھی محترم اسپیکر صاحب اسی طرح ہمارے مستوگ میں خواتین اور بچوں نے۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ بابت لالہ صاحب میرے خیال بیٹھ کر بات نہیں کریں بابت لالہ صاحب بیٹھ کر بات نہیں کریں۔

نواب محمد خان شاہواني (وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی)۔ اسپیکر صاحب پچھلے سال بھی تقریباً اسی موسم میں جو ہے مستوگ میں خواتین اور بچوں نے مجبور ہو کر روڑ کے آگے انہوں نے احتجاج کیا تو میں ان کے پاس گیا تھا اس کے بعد۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ سلسلہ تو سر دیوں میں گیس پریشر کم ہو جاتا ہے اور گرمیوں میں پانی اور بجلی کا مسئلہ چلتا رہتا ہے کہ ہر حکومت نے اس مسئلے پر ضرور دلچسپی لی ہے چاہے پچھلے حکومتوں سے لیکر ہماری حکومت تک۔ جب واپڈا کا مسئلہ آتا ہے جب ہمارے زمینداروں کا مسئلہ ہوتا ہے جب لوڈ شیدنگ کا اور اس کا پانی کا مسئلہ ہوتا ہے تب یہ سارے احتجاج پر آتے ہیں پھر واپڈا کے چیف کو اور واپڈا کے اہلکاروں کو بھلا کر اس سے زمینداروں کی موجودگی میں بات ہوتی ہے وہ اپنی پریشانیاں اور مجبوریاں بتاتے ہیں زمیندار اپنا روناروٹے

بیں تو کچھ تسلی اور تشفی کے بعد واپس اکے الہکاروں کو پابند اور تاکید کرنے کے بعد یہ سلسلہ اور مینگ ختم ہو جاتی ہے لیکن مسئلہ ختم نہیں ہوتا ہے اسی طرح ہر سردیوں میں یہ پریشر کا گیس کا مسئلہ شروع ہو جاتا ہے اس دفعہ بھی یہی مسئلہ دوبارہ ہے ہمیں ہم اپنے علاقوں سے۔ لازمی ہے اگر قلات میں نہیں ہے تو مستونگ توراستے میں ہے اس میں تو بالکل نہ ہونے کے برابر ہے تو اس مسئلے کا حل کون کریں گا حل۔ اس مسئلے کو کون ٹھیک کریں گا اس مسئلے کو کب ٹھیک کریں گے کس طرح ٹھیک کریں گے لازمی اتنا مقدار ہو گا تب گیس کمپنی ایک دیہات کو ایک کلی کویا شہر کو گیس کی اجازت دیتی ہے یا گیس کنشن کی اجازت دیتی ہے اس کو گیس مل جاتی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ کئی پروں خاموش ہو جاتا ہے۔

جناب نواب محمد خان شاہ ہوانی (وزیر ایس ایڈجی اے ڈی)۔ اگر مقدار کم ہے مقدار نہیں ہے پورا اواری نہیں ہو سکتا ہے تو لازمی بھی بہت سے کلی ہے جو ہم لوگوں نے apply کیا ہے نہیں دے رہے ہیں کہ نئے کلیوں کو اب supply نہیں ہو سکتی پورا اواری نہیں ہو گا تو اگر یہ مسئلہ ہے جیسے ابھی زیارت وال صاحب نے کہا کہ ہم وہاں سے مرکز کو کہیں گے ٹھیک ہے جو گیس یہاں پر جتنی مقدار یہاں پر آ رہی ہیں بلوچستان میں اس مقدار کے بارے میں توبات ہو سکتی ہے کیا وہی مقدار باقاعدہ طور پر جاری ہے یاد رہیاں میں اگر کوئی غیر قانونی طور پر جیسے خالد صاحب نے کہا جو کہ پنچھر کر رہے ہیں یہ ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری ہے ان لوگوں کو دیکھیں اور اس سلسلہ کو بند کریں کہ ناجائز کسی کو چاہے جو بھی علاقہ ہو چاہے میرا علاقہ ہو ناجائز طور پر لازمی ہے جو قانونی طور پر گیس لی ہوئی ہے ان کا حق تو مارا جائے گا اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس مسئلے کو باقاعدہ طور پر جیسے کہ ہمارے دوستوں نے بھی کہا کہ ڈاکٹر صاحب سے ہم گزارش کرتے ہے کہ وہ ایم ڈی ہمارا کوئی کا ہے بلوچستان کا ہے ان کو سب کو بلا کر باقاعدہ طور پر ان کو بٹھائے جتنا مقدار ہے کہاں پر مسئلہ ہے کہاں پر خرابی ہے وہ اپنا مسئلہ بتائیں گے لازمی جو بھی ان کا مسئلہ یہ وہ خود اس کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں وہ کیسے ٹھیک کریں گے اس کو۔ یہ لازمی بات ہے عوام کی لوگوں کی ہمارے بلوچستان کی عوام کی پریشانیوں کو مسئلہ کو دور کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے چاہے جس بھی شعبے سے ان کا تعلق ہے ان کی پریشانی کی وجہ ہے تو ان کے لیے باقاعدہ طور پر بجائے کہ ان کو خوش کرنے کے لیے یا کوئی باقاعدہ طور پر ان لوگوں کو بلا کر ایک مینگ کر کے ان سے پوچھ کر ان کی مجبوری معلوم کی جائے ان کے جو مسئلے ہیں معلوم کیے جائیں کہ وہ کیا ہیں اگر کوئی مسئلہ ہے دور کیا جائے نہیں ہے مسئلہ تو وہ مہربانی کریں کہ لوگوں کو اس بات پر مجبور نہ کریں کہ ابھی تک لوگ ہمارے خواتین ہمارے علاقوں کے مجبوری کی وجہ سے وہ روڑ پر آتے ہیں خوشی سے وہ روڑ پر نہیں آتے ہیں اگر سراپا احتجاج ہو جائے اور ساری را توں

میں خواتین بچے یا لوگ جب روڑوں پر نکل جائے اور پھر ہم بلا کر اس کے لیے کوئی حل کریں تو اس وقت تکلیف نہیں ہوگی بجائے اس سے پہلے ہم اس مسئلے کو کیونکہ آگے سردیوں میں ہمارے لیے ہو سکتا ہے اس لئے پہلے نمثا کر مسئلہ حل کیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی شکر یوناب صاحب جی بابت لالہ صاحب ہاتھ کھڑا کیا۔

جناب عبید اللہ بابت (وزیر امور حیوانات و جنگلی حیات)۔ شکر یہ جناب اسپیکر اچھا ہے کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بولنے کا موقع دیا یہ جو گیس ہے ہمارے تمام ڈویژن اس سے محروم ہے۔ ڈوب ڈویژن۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ تحوڑا امائیک صحیح کر دیں۔

جناب عبید اللہ بابت (وزیر امور حیوانات و جنگلی حیات)۔ کسی شہر میں نہ گیس ہے اور جو سلیڈر کا سلسلہ ہے یہ تو کافی عرصے سے چل رہا ہے اب یہ جو ہرنائی کی گیس ہے واقعتاً اس میں جتنے کنوں ہیں ایک کنوں functional ہے مزید یہ کہ گیس ہمارے علاقے لورالائی کے قریب پڑھتی ہے۔ اگر اس میں آپ لوگ کچھ (مدخلت شور)

جناب عبید اللہ بابت (وزیر امور حیوانات و جنگلی حیات) کوئی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی یہ مسئلہ ہے کہ کیونکہ ہر ایک ہر علاقے میں گیس کی اس وقت تو واقعتاً ہے پھر ہمارے جنگلات جو میرا جمکہ ہے اس کو بہت زیادہ نقصان ہے کیا آپ ان لوگوں کو واقعی اس کو منع بھی کرتے ہیں کہ بھائی کوئی جنگل کو نہیں کاٹے جنگلات کا اس میں بہت بڑا نقصان ہے اگر اس علاقوں میں واقعی اگر گیس دی جائے بلکہ مخصوص ہرنائی کے علاقے میں جو جنگل ہے پھر زرغون کا علاقہ جو ہے یہاں پر اگر گیس دی جائے وہاں کے لوگوں کو تو یہ جو قیمتی درخت ہیں یہ بھی ضائع نہیں ہوں گے تو یہ ایک عوامی مسئلہ ہے اگر اسکو صحیح معنوں میں ہم کریں اور یہ جو بھی یہ مرکز والے ہمارے کسی بات کو سنتے نہیں ہیں اگر یہ موضوع جو ہے ویسے میرا تو یہ ideal موضوع ہیں اگر اس پر میں مذید ترمیم کروں اگر آپ کی اجازت ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی جی۔

جناب عبید اللہ بابت (وزیر امور حیوانات و جنگلی حیات)۔ ابھی تو قبضہ ہے ابھی ہرنائی میں تو کو پہلے پر بھی قبضہ ہوا ہے اگر آپ دیکھیں حقیقت ہے ہرنائی ایک area mines ہے اس میں آ کر نہ بن بلائیں لوگ آگے مہمان ہو گئے لوگوں کے مائز پر قبضہ کر لیا یہ ایک غلط چیز ہے ایک غلط ہماری حکومت کا ہماری عوام کا ابھی ہرنائی میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا کہ لوگ آ کر لوگوں کے کاروبار پر لوگوں کے زندگی پر جا کرو ہاں بھی ٹیکسیں لگادیں تو اگر ہم لوگ

صحیح معنی میں ہماری حکومت نے آرڈر کیا ہوا ہے ابھی یہ گیس ہے جناب اسپیکر صاحب اگر آپ مجھے سنیں۔
جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی جی۔ میرا خیال ہے میں خالد لانگو کو دیکھ رہا ہوں مارکیٹ میں گھوم رہا ہے جی
سراس لیے تھوڑا میں خاموش ہوں۔

جناب عبداللہ بابت اللہ (وزیر امور حیوانات و جنگلی حیات)۔ جناب اسپیکر صاحب یہ گیس بھی ایک
بنیادی ضرورت ہے یہ ہمارے صوبے کے حوالہ کرنا چاہیے کہ اگر صوبے کو یہ اختیارات مل جائے تاکہ ہم اپنی
سوئی گیس کا ابھی وہاں پر جیسے زیارت وال صاحب نے کہا کہ وہ کرنل نہیں بتاتا ہے بھائی ہم نمائندے ہیں کرنل
صاحب کو اختیار ہے ہمیں اختیار نہیں ہے یہ ایسا ہونا چاہیے کہ ہماری democratic حکومت کو ہماری جو یہاں
صوبائی حکومت ہے کو تمام اختیارات ہیں ابھی بھی اٹھا رہیں ترمیم کے بعد بھی ہم لوگوں کو اکثر چیزوں کے لیے
اسلام آباد جانا پڑھتا ہے تو اس کے بعد جو ہمارے بنیادی حقوق ہیں وہ سب ہمیں دیئے جائیں اور یہ جو اگر
ہمارے حکومت ہے تو جمہوری حکومت ہے اس نے ایک آرڈر کیا ہر نانی میں کہ بھائی یہ جو فور سز ہے اس کو ان
چیزوں سے Withdraw ہونا چاہیے مطلب اس کا کیا کام ہے کہ وہ جا کر کوئے کے مائنزر پر ابھی ہمارا جو
ہے وہاں پر کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ قرارداد پر آجائے۔

جناب عبداللہ بابت اللہ (وزیر امور حیوانات و جنگلی حیات)۔ قرارداد یہ ہے نہ صاحب آپ نہیں ڈروخیر
خبریت ہے نہیں اسپیکر صاحب خیر خیریت ہے اس میں کوئی ہم لوگوں گلہ نہیں کاٹے گا یہ جو ہے Relevant
موضوع ہے یا اس کے ساتھ جھوڑا ہوا موضوع ہے اگر ہم حقیقت بولیں ہماری حکومت کو ہمارے وزیر اعلیٰ کو
ہمارے سینئر منشیر کو ہمارے تمام پارلیمانی لیڈران کی ہربات کا لوگ احترام کریں۔ ہم اپنے ان حقوق پر کوئی
Compromise نہیں کریں گے جو بھی ہمارے بنیادی حقوق ہے اس پر ہم لوگوں کو اپنی عوام نے منتخب کیا
ہیں نہ قسم ہے کسی نے جھوٹی نے لا کر ہمیں ایم پی اے شپ نہیں دی ہے جس طریقے سے ہم نے الیکشن لڑا ہے جن
حالات میں ہم نے الیکشن لڑا ہے جیسے ہم لوگوں نے اپنے عوام سے مینڈیٹ لیا ہے اگر وہ ہمارے مینڈیٹ کو تسلیم
کریں ہم کسی کے حقوق کو نہیں مانتے ہیں ہر ایک کا حقوق ہے مگر ہمارا نہیں ہے تو ہمارا نہیں ہے حکومت کے
تمام کریں گے اس کو منع ہر ایک نے ماننا ہوگا۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی شکریہ پاس کر لیتے ہیں بہت ہو گیا۔ آیا قرارداد نمبر 52 کو منظور کیا جائے۔
(قرارداد نمبر 52 منظور ہوا) جی سر۔

قائد ایوان۔ مولانا واسع صاحب نے جناب اپنی تقریر میں ایک بات کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت اہم ضروری بات تھی اگر seapack پر جھر لیتے سے سینٹ نے اپنی ایک کمیٹی بنائی ہے۔ اور وہ اسکے monitor کر رہے ہیں۔ تو اگر بلوچستان اسمبلی کی مختلف political parties پر مشتمل ایک کمیٹی آپ تشکیل دیدیں۔ کیونکہ seapack ایک بہت لمبا منصوبہ ہے۔ اور چیزوں کو ابھی تک بہت لتی چیزیں اُسکے واضح نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب نے جو یہ بات کی ہے۔ یہ اسکے اگر آپ officially کوئی بتا کر وہ بھی sea pack کی planning commission کو بھی گلائے۔ اس سے جوڑے دوسرے لوگوں کو گلائے۔ تاکہ کامتوار وہ sea pack monitor کرے کہ کون کوئی چیزیں بلوچستان کے مفاد میں ہے۔ کوئی چیزیں بلوچستان کے مفاد میں نہیں ہے۔ thank you۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی شکریہ قائد ایوان صاحب۔ جی میرے خیال میں اس میں قائد ایوان صاحب ساری پارٹیوں سے ایک ایک معزز ممبر کو لیتے ہے۔ پھر وہ اس کمیٹی کے ممبر ہوں گے۔ جی انجینئر زمرک خان۔ یہ point of order پر میں ذرا کچھ بولنا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی جی بولیں

انجینئر زمرک خان۔ جس طرح ہمارے امن و امان کے حوالے سے پچھلے اجلاس میں بھی میں نے گزارش کی تھی کہ ہماری جو تحریک التواء تھی۔ اس کو اس اجلاس میں بھی نہیں لایا گیا۔ اور کوئی ڈیڑھ مہینہ ہو گیا، ہم اس پر گزارش کر رہی ہیں۔ اور تحریک التواء پیش کرتا ہے کہ امن و امان کے حوالے سے ہم کچھ بولنا چاہتے ہیں۔ لیکن ابھی میں حالات کو دیکھ کر کچھ چیزیں۔ جنکی نشاندہی وزیر اعلیٰ صاحب کو سینئر منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہے۔ ہمارے سارے جتنی پارلیمانی لیڈرز ہے یا معزز ہاؤس کے ارکین ہے۔ اُنکے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ روز بروز ہمارے امن و امان کی حالت جو خراب ہو رہی ہے۔ اور ایک معمول بن گیا۔ target killing。 شروع ہو گئی۔ اغواہ برائے تاوان دوبارہ شروع ہو گئے۔ پرسوں target killing ہوئی ہے۔ اس سے پہلے Target killing ہوئی ہے۔ جتنی بھی target killing ہوتی ہے۔ جتنی بھی ہوتی ہے۔ ہم اُنکی ندمت کرتے ہیں۔ لیکن کل میں hospital گیا۔ health minister صاحب کی میں توجہ چاہتا ہوں۔ رحمت صاحب ہمارے دوست بھی ہے۔ کل میں گیا۔ جو پرسوں target killing ہوئی۔ جسمیں ایک جوان لڑکا شہید ہوا۔ اور پانچ زخمی ہوئے تھے۔ جس میں ایک بچہ تھا۔ ہسپتال میں پڑے ہوئے تھے۔ اس طرح اس سے پہلے بھی target killing ہوا۔ جہاں بھی ہوتا ہے۔ چاہے وہ پیشون ہو۔ چاہے وہ بلوج ہو۔ چاہے وہ

ہزارہ ہو۔ چاہے ہمارے settler ہو جسکی بھی ہو، تم نے اُس کی مذمت کی ہے۔ لیکن پرسوں رات کو جب میں وہاں گیا۔ جو target killing ہوئی۔ آج تک گورنمنٹ کا کوئی نمائندہ وہاں پر نہیں پہنچا۔ نہ ہمارے law and order کا کوئی گیا ہے۔ نہ ہمارے health department سے جو کا تعلق ہے۔ اُنکا بھی کوئی نمائندہ وہاں پر نہیں پہنچا ہے۔ نہ انکا اعلان ہو رہا ہے۔ نہ انکو دوائیاں مل رہی ہے۔ کچھ بھی نہیں مل رہا ہے۔ آیا میں پوچھنا چاہتا ہوں اس house سے کہ یہ کس کی responsibility ہے۔ کہ وہاں پر جائے۔ اور انکو تسلی دیں۔ اُنکا تھوڑا اس اعلان معالج کروائیں۔ حالانکہ اُس میں اتنی series زخمی ہے کہ انکو شاید H.C.M. لے جانا پڑے یا C.H.M. سے آپ انکو کراچی shift کروائیں۔ Chief Minister صاحب بیٹھے ہوئے ہے۔ آپ پوچھ لیں کیوں نہیں گئے۔ میں رحمت صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ یہ اُنکے knowledge میں لانا چاہتا ہوں۔ شاید انکو پوتہ نہ ہو۔ سول ہسپتال کی آپ حالت دیکھ لیں۔ خُدا کی قسم ڈاکٹر جو وہاں پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ اُس نے مجھے ایکسرے دکھایا۔ کیونکہ وہ patient نے ایک اعتراض کیا تھا۔ اور انہوں نے کہا کہ جی ہم باہر سے یہ ایکسرے کروانا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے دو ایکسرے دکھائے۔ کہتا ہے یہ سول ہسپتال کے ایکسرے ہے اور یہ باہر کے ہے۔ یہ دیکھ لو یہ white ہے بلکل۔ میں اسکو کس طرح دیکھوں کوئی fracture ہوا ہے یا کوئی چیز ہے تو میں اس دیکھ سکتا ہوں۔ مجھے مجبوراً اس patient کو باہر بھیجنا پڑتا ہے کہ وہ صاف ایکسرے کر لیں۔ تو یہ جو حالات ہے۔ نہ انکو medicine مل رہے ہیں۔ کچھ بھی نہیں مل رہا ہے۔ آج آپ جائیں۔ ابھی انکو پوچھ لیں۔ کون جا رہا ہے۔ اغواہ برائے تاؤں کی جو واردات ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر خالد شاہ کو، جس طرح ہمارے opposition leader نے کہا۔ اُنکی آپ کو story پڑتے ہے کیا کس طرح ہوا ہے۔ ساڑھے 11 بجے وہ ملینک سے نکلا ہے۔ اور مسلح لوگ وہاں پر جا کر انکو پکڑنے کی کوشش کی۔ اور اسکی گاڑی کو مار کر وہ زخمی ہوا ہے اُنکا گارڈ۔ اور اس نے خود گاڑی چلا کر جیلانی ہاسپٹل تک گیا ہے۔ کوئی پولیس والا نہیں تھا، کوئی F.C. والا۔ پورے راستے میں ہمارے قانون کا محافظ کوئی نظر نہیں آیا۔ کوئی کسی نے نہیں پوچھا۔ کسی نے نوٹس لیا؟۔ نہیں۔ تو کیا رات کو یہ شہر کس کے حوالے ہوتا ہے؟۔ یہ تو مطلب اغواہ کاروں کے، ڈاکوؤں کے حوالے ہوتا ہے۔ Target killers کے حوالے ہوتا ہے۔ تو اس کو تو میں یہ کہتا ہوں کہ ہمیں اس پر حق ہی نہیں ہے کہ ہم کس طرح بولے اس پر۔ ایک تحریک القاء ڈیریٹھ مہینے میں آمن و آمن کا مسئلہ۔ گیس کو چھوڑ دیں۔ ہم نے پہلے کہا بھلی کو بھی چھوڑ دیں۔ روڈ کو بھی چھوڑ دیں۔ سب کچھ کو چھوڑ دیں۔ ہمارے بھائی ہے۔ ہمارے بھائی ہے۔ اُنکا تحفظ اُنکی

protection نہیں کر سکتے۔ پھر ہمیں کیا حق بتا ہے کہ ہم جی گیس کو لے آئیں۔ ہم بھلی کو لے آئے۔ میں آپ کو کہتا ہوں ہماری education institutes وہ بھی غندہ گروں کے حوالے کیا گیا۔ پرسوں ہمارے پشتون اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے تین students پر حملہ کیا گیا۔ انکو بھی گولیاں لگی ہیں۔ colleges میں غندہ گردی ہو رہی ہے۔ کوئی بھی کر رہا ہے۔ میں تو کہتا ہوں chief minister صاحب وہ اس تنظیموں کو۔ سارے ہم سے تعلق کوئی پشتون اسٹوڈنٹس فیڈریشن ہے۔ کوئی بلوچ اسٹوڈنٹس آر گنازریشن ہے۔ کوئی پختونخواہ اسٹوڈنٹس آر گنازریشن ہے۔ کوئی جمیعت طلباء اسلام ہے۔ ہم انکو پابند کر دیں کہ کیا کر رہے ہے آپ۔ غندہ گردی کیلئے آئے ہوئے ہیں۔ آپ پڑھنے کیلئے آئے ہوئے ہیں۔ آپ ایک دوسرے کو مارنے کیلئے آئے ہو۔ ہم گلے سے کپڑتے ہے انکو۔ تعلیم تو ہے ہی نہیں۔ ہم نے میرٹ کو تو پامال کیا ہے۔ میں اُس پر نہیں جانا چاہتا ہوں۔ اتنا میں کہوں کہ وہ بھی پڑے ہوئے ہیں ہاسپٹل میں۔ کسی نے نہیں پوچھا۔ آج تک کسی کی گرفتاری نہیں ہوئی۔ نہ اُس target killer کی ہوئی ہے۔ نہ اغواہ برائے تاوان کی ہوئی ہے۔ نہ ان غندہ گروں کی ہوئی ہے۔ تو یہ امن و امان کا مسئلہ ہمارے روز بروز خراب ہو رہا ہے۔ میں یہ نہیں میں کہتا ہوں کہ تنقید کرتا ہوں۔ آپ دیکھ لیں حالات کا۔ آپ اخبار اٹھالیں۔ آپ media electronics print media دیکھ لیں۔ روز بروز کیا حالات ہو رہے ہیں؟۔ اس پر میں یہ کہتا ہوں کہ ہم اگر دھوکے کرتے ہیں ہم اس فلور پر۔ ہم اگر کچھ بولنا چاہتے ہیں۔ تو اُس کو حقیقت کی شکل تو دیدیں۔ ہم وہ ثابت کر لیں کہ ہم نے سچ مجھ یہ کیا ہوا ہے۔ ہم نے امن و امان کو اگر یہ باتیں شاید repeat کروں۔ ہم آجائیں میں اُس تحریک التواء پر آجائیں۔ کیا کراچی میں حالات خراب نہیں تھے۔ کیا K.P.Mیں حالات خراب نہیں تھے؟۔ کیا پورے پاکستان میں صرف پنجاب کے کچھ شہروں کے سو اپورے پاکستان میں حالات خراب تھے۔ تو کس نے ٹھیک کیئے۔ میں تو یہ دعویٰ کرتا ہوں۔ اس گورنمنٹ میں میں تنقید یا جو بھی ہے۔ وہ بُرانے یا اچھا مانے۔ کراچی میں کس نے حالات ٹھیک کیئے۔ کیا قائمِ علی نے ٹھیک کیے کیا K.P.Mیں ٹھیک صاحب نے ٹھیک کیے۔ نہیں یہاں پر جو ہماری عسکری قیادت ہے۔ انہوں نے ایک action اٹھایا۔ ہمارے جزل صاحب نے یہاں پر کچھ آپریشن شروع کیے ہوئے ہیں۔ کچھ انہوں نے ٹھیک کر دیا۔ لیکن ہم ابھی تک اپنے مخلوقوں میں انکو وہ تحفظ نہیں دے سکے۔ ہم نے قلعہ عبداللہ میں، چمن میں روز بروز لوگ جاتے ہیں اسپرے کرواتے ہیں۔ لوگوں کو بے ہوش کر کے۔ میں نے اُس دن بھی بولا۔ اُن کو لوٹ کر جاتے ہیں۔ ابھی تک حرم زمی میں لوگوں کو اٹھایا جاتا ہے۔ اُس کا ہی ابھی تک کچھ پتہ نہیں ہوتا ہے۔ پشین میں اغوا کر کے لوگوں کو لے جا رہا تھا۔ ماسٹر کو

مار دیا۔ اُس کے جیبوں سے پوے documents کا نکال لیا ہے۔ اُس کا شاختی کارڈ نکلا ہے۔ گاڑی کا اور اسلحہ کا لائننس نکلا ہے۔ پھر بھی ہم انکو نہیں پکڑ سکے۔ تو کم از کم ہمیں up hands تو ہوئی۔ کہ جی ہم withdraw ہو جاتے ہیں۔ اُن چیزوں پر پھربات کرتے ہیں امن و امان پر۔ میں تو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ ایک آرڈیننس پھر issue کر لیں۔ کہ ہر آدمی خود اپنی حفاظت کرے۔ اپنے گھر کی اپنی دکان کی۔ اپنی بچوں کی۔ اپنے سکولوں کی۔ اپنے کارخانوں کی۔ کیونکہ ہم لوگ ناکام ہوئے ہیں۔ ہر دکاندار اپنے پاس پستول رکھے گا۔ پھر کلاشنکوف رکھے گا۔ تو کس طرح اس کی حفاظت ہو گی۔ رات کو کوئی ہوٹل میں نہیں بیٹھ سکتا ہے۔ رات کو کوئی دکان میں نہیں بیٹھ سکتا ہے۔ کوئی اپنا کاروبار نہیں کر سکتا ہے۔ کوئی مسجد میں نہیں جا سکتا ہے۔ کوئی امام باڑے میں نہیں جا سکتا ہیں۔ مطلب کہیں بھی ہم نہیں جاسکتے ہے۔ ہماری عبادت گاہیں بھی جو بھی جو ہیں وہ تباہ و بر باد ہے۔ ہمارے اسکول بھی۔ ہمارے عدالتیں بھی۔ ہم سب ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ تو کون حفاظت کریگا۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ زمرک خان مختصر بات کر لیں۔

انجینئر زمرک خان۔ جب گورنمنٹ حفاظت نہیں کر سکتی ہے۔ میں یہ کہونگا کہ پھر ہمیں اجازت دیدیں۔ آرڈیننس issue کر لیں کہ ہماری عموم خود کریں۔ ہم نے تو کی ہو گی۔ ہم تو bullet proof گاڑیوں میں پھر رہے ہیں۔ ہمارے آگے پیچھے تو پانچ پانچ، دس دس، بیس بیس گارڈ ہوتے ہیں۔ ہم نے تو اپنی حفاظت کی ہیں۔ لیکن ان لوگوں کی حفاظت کون کریگا۔ عموم کی حفاظت کون کریگا؟۔ تو یہ جو چیزیں ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ minister صاحب سے لیتے ہے۔

انجینئر زمرک خان۔ رحمت صاحب آپ کم از کم اپنے اُس سے طور روپرٹ مُنگولیں کہ سول ہسپتال میں ان لوگوں کا کیا ہو رہا ہے۔ اور کم از کم میری یہ گزارش ہے کہ آپ کا کوئی نمائندہ آج تو چلا جائے۔ آج اُس ہسپتال میں ان غریبوں کا، ان ٹارگٹ کلر کا جوزخی ہوئے ہیں۔ انکا تو پوچھ لیں۔ تو انکی تسلی ہو گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ ایک منٹ، جی قائد ایوان صاحب کو سنتے ہے۔

قائد ایوان۔ میں اس پر تھوڑا سا کہونگا۔ شکریہ زمرک خان صاحب۔ واقعی ایک بڑا ہم issue ہے۔ اور اسکو گورنمنٹ کے طور پر ہم monitor بھی کر رہے ہیں۔ آج بھی میرا O.I.C.C.P. سے میئنگ ہوئی۔ محرم کے بعد یہاں پر کچھ واقعات شروع ہوئے۔ اور ہم نے جو گشتی پارٹی ہے اسکو بھی بڑھایا ہے۔ اور جو 2 سو موڑ سائکلیں تھیں۔ وہ بھی تھوڑا سا جو ہے نا active ہیں تھے۔ agree with you کہ

اُسکو بھی ہم نے گشت کو بھی بڑھا رہے ہیں مور سائیکلوں کے حوالے سے۔ جہاں تک اس پر بھی ہماری پیش رفت ہوئی ہے۔ جو target killing ہوئی ہے۔ ان میں بھی جو گرفتاریاں ہوئیں ہیں۔ ان میں بھی ابھی شاید، میں نہیں بتاسکوں۔ لیکن ہم نے پیش رفت بھی کی ہے۔ اور جہاں تک سول ہسپتال کا تعلق ہے۔ سول ہسپتال میں میں بھی وقارِ فتوحہ جاتا ہوں۔ اور رحمت صاحب بھی جاتے ہے۔ لیکن اگر یہ سُستی ہم سے ہوئی ہے۔ اور ڈاکٹروں نے انکو properly arranged نہیں کیا ہے۔ تو میں رحمت صاحب کو کہتا ہوں کہ آپ یہاں سے جوں ہی فارغ ہو آپ سول ہسپتال میں جائیں۔ اور ان patients کو دیکھیں اور انکی جو بھی grievances کو کہ ہم، اس سے پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں۔ ابھی بھی میں کہتا ہوں کہ ایک complex situation ہے۔ جوں ہی seapack آگے جاتا جائیگا۔ مشکلات ہمارے لیے بڑھیں گی۔ ان معاملات کیلئے میں G.I. سے کل ملا ہوں۔ آج C.C.P.O. سے میری میٹنگ ہوئی ہے۔ تو جو چیزوں کی آپ نے نشاندہی کی ہے۔ خاص طور پر گشت کی۔ میں already انکو کہہ چکا ہوں۔ اور ان غواہ برائے توان کے جو واقعات ہوئے ہیں۔ ان پر بھی ہماری نظر ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ایسی کوئی کمزوری نہ ہو کہ ہم اپنی عوام کو تحفظ نہ دے سکیں۔ کسی بھی ریاست، کسی بھی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی عوام کو تحفظ دیں اور انشاء اللہ اس میں ہم کوئی کوتا ہی نہیں کریں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی شکریہ قائد ایوان صاحب۔ میرے خیال میں فلور آغارضا کو دیا ہے سردار صاحب۔ پھر آپ کو دیدیں گے۔

آغا سید محمد رضا۔ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ سُمُّ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ إِنَّ اللَّهَ وَإِنَّ عَلَيْهِ رَبُّ الْجَمْعِونَ۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی ڈاکٹر صاحب شکریہ۔

آغا سید محمد رضا۔ جناب اسپیکر! اگلے روز ارباب کرم خان روڈ پر دو شیعہ ہزاروں کو انتہائی بے دردی سے شہید کیا گیا۔ پھر اس سے دو دن پہلے ایک mechanic کو شہید کیا گیا تھا۔ یہ تواب ظاہر ہے روز کا معمول بن گیا ہے۔ اب تو شکایت کرتے ہوئے بھی مجھے شرم آتی ہے۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ 7 نومبر، ہفتے کے روز ایکسپریس میں یہ جیش اسلام نامی تنظیم نے ساری، جتنی بھی کارروائیاں ہوئیں ہیں۔ اُسکی ذمہ داری نہ صرف قبول کی ہے۔ بلکہ law enforcement کو دھمکیاں بھی دی ہیں۔ اور اپنے کسی دہشت گرد کا نام لیکر محمود ند کو کہا ہے کہ یہ مجاہد اعظم تھا۔ اور اس کا بدلہ بہت جلد وہ لیں گے پولیس سے اور قانون نافذ کرنے والے

اداروں سے۔ میں نے بار بار اس طرف اشارہ کیا تھا شروع میں بھی کہ بات صرف شیعہ genocide تک ہزارہ نسل کشی تک محدود نہیں رہے گی۔ یہ بات پھیلے گی۔ پورے ملک میں پھیلے گی۔ اور یہ بات درست ثابت ہوئی جناب اسپیکر!۔ پورے ملک میں یہ وباء پھیلی۔ پھر جب بات پشاور میں معصوم بچوں کے اسکول تک آپنچی۔ تب کہیں جا کر ہوش کے ناخن لیجے ہمارے مقتند رقوں نے۔ اور action کا ایک انہوں نے عندیہ دیا پورے قوم کو۔ یہ صرف ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے۔ بار بار میں یہ بات کہتا ہوں کہ 20 کروڑ معصوم پاکستانی عوام کو مکمل طور پر دہشت گردوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ وہ دھمکی دیں اخبارات کے ذریعے۔ روزانہ اُنکے بیانات اخبارات میں چھپتے ہیں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ کوئی روکھنے والا نہیں۔ کوئی روک ٹوک نہیں۔ جب پوچھتے ہے تو ہر ایک یہی کہتا ہے کہ ہمیں اپنی جان عزیز ہے۔ اب اگر اس طرح سے، میں پریس کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ اب اگر ہمارے حوالے سے ہم اگر یوم آزادی کے حوالے سے کوئی خبر چھپانا چاہتے ہیں۔ ہم مبارکباد دینا چاہتے ہیں۔ ہماری خبریں نہیں لگتی ہے۔ لیکن دہشت گردوں کی تین تین چار چار تصویروں کے ساتھ خبریں روزانہ لگتی ہے۔ اس طرح کے اور ایک چیز جو مجھے بڑی مزاحقہ خیز لگتی ہے۔ وہ ہے کہ نامعلوم مقام۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں کوئی نامعلوم مقام ہے جناب اسپیکر؟۔ بچے بچے کے پاس Google earth کو trace کر رہے ہوتے ہیں، میکنالوگی کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے اور ہم اب تک اپنے معصوم عوام کو اس غلط نہیں میں بتلا کئے ہوئے ہیں کہ نامعلوم مقام سے فلاں شخص کافون آیا تھا اس کو trace کرنا اتنا مشکل کام ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر well ہو جس طرح ابھی چند مہنوں سے کارروائیاں روک گئی تھی، واقعاً کارروائی ہو رہی تھی دہشت گردوں کے خلاف اُس کے ٹکانوں پر چھاپے پڑ رہے تھے اُن لیدر بھی مارے گئے اسلئے ایک تھوڑا سا وقفہ آیا تھا جہاں عوام نے سکون کا سانس لینا شروع کیا تھا۔ لیکن خدا نخواستہ کہیں پلٹ کے پھر دوبارہ اُسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑا گا ہمیں، اگر اس مرتبہ دوبارہ وہی صورت حال آئی تو پھر عوامی غم و غصے کو روکنا بہت مشکل ہو جائیگا۔ Thank you very much.

عبداللہ جان بابت۔ ہر ایک کو اپنے حقوق حاصل ہیں۔ مگر ہمارے نہیں ہے۔ ہماری حکومت کے

تمام جو فیصلے کریں گے۔ اُسکو من و عن ہر ایک نے مانتا ہوگا۔ ڈیک بجائے گئے۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی شکریہ۔ آیا قرارداد نمبر 52 کو منظور کیا جائے۔ قرارداد نمبر 52 منظور ہوئی۔

مولانا واسع صاحب۔ نے جناب اپنی تقریر میں ایک بات کی۔ میں سمجھتا ہوں

کہ وہ بہت اہم بات تھی۔ اگر sea pack پر جستر یقے سے سینٹ نے اپنی ایک کمیٹی بنائی ہے۔ اور وہ

کو monitor کر رہے ہیں۔ تو اگر بلوچستان اسمبلی کے مختلف political parties پر sea pack مشتمل ایک کمیٹی آپ تشكیل دیدیں۔ کیونکہ sea pack ایک بہت لمبا منصوبہ ہے۔ اور تک بہت سے چیزیں اُسکی واضح نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب نے جو بات کی۔ اگر آپ officially حکم دیں کہ وہ بھی seapack کو planning commission کو بھی بلائے۔ تاکہ وہ seapack کا متواتر وہ monitor کرے کہ کون کوئی چیزیں بلوچستان کے مفاد میں ہے۔ کوئی چیزیں بلوچستان کے مفاد میں نہیں ہے۔ thank you

جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی شکریہ قائد ایوان صاحب۔ جی میرے خیال میں اس میں قائد ایوان

صاحب سارے پارٹیوں سے ایک ایک معزز ممبر کو لیتے ہے۔ پھر وہ سب اس کمیٹی کے ممبر ہوں گے۔ جی

جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی شکریہ آغا صاحب۔ محترمہ شاہدہ رووف صاحب۔

شاہدہ رووف۔ law&order کے حوالے سے بات چل رہی تھی ہم اُس کو as debate نہیں

کہہ سکتے ہیں لیکن یہاں پر میں point out کرنا چاہوں گی ایک ایسی چیز کو، law&order پر انہوں نے

Raise point کیا تھا اُسی حوالے سے آپ کی توجہ بھی چاہتی ہوں کہ کوئی شہر میں خبروں کے through

ہم تک جو بات پہنچی وہ تھی کہ پولیس کا روائی کر رہی ہیں کالے شیشوں والی گاڑیوں کیلئے لیکن مجھے بہت افسوس

سے کہنا پڑتا ہے کہ ابھی بھی آپ اگر باہر نکلے اور جناح روڈ کی طرف جائے تو آپ کو بھرمار ملے گی ان گاڑیوں کی

آپ کی ہائی کورٹ بڑے واضح احکامات صادر کر چکا ہے اس بارے میں کہ بلا تفریق کا روائی کی جائے آپ

میں دور تو نہیں جاؤ گی آپ اسمبلی میں آئے میراپنی گاڑی کو بھی دیکھے مجھ سمت یہاں پر بیٹھے تمام ممبران کی

گاڑیوں کو بھی دیکھے تو ابھی تک ہم سب کالے شیشوں والی گاڑیوں میں پھیر رہے ہیں تو مجھے یہ بات عجیب سی لگتی

ہے کہ یہ جو آرڈر ز آتے ہیں یا یہ جو احکامات ہیں یہ کیا صرف عام عوام کیلئے ہیں، جب ایک آرڈر ہے کہ فلا تفریق

کا روائی اُس میں بھی آؤ گی اُس میں اس صوبے CM صاحب آئیں اُس میں تمام منسٹر ز بھی آئیں گے

اُس میں اداروں کے تمام سربراہان still voilaiton کر رہے ہیں آپ کے ہائی کورٹ کے آرڈر ز کی۔ اگر

آپ کے ہائی کورٹ کے جگہ بھی کالی شیشوں والی گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں اور وہ یہ بیان بھی دیتے ہیں کہ

بلا تفریق کا روائی کی جائے، تو پولیس کے آگے ایسی کوئی hurdle ہے کہ وہ نہیں کر رہی ہیں تو آئیے ہم سب

اس معاملے میں ایک step آگے بڑھتے ہیں violentarily ہم اپنے گاڑیوں کے کالے شیشوں جو ہیں

اُن کو ختم کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور چیز ہے جس کی میں توجہ چاہوں گی کہ ہماری گورنمنٹ اس کے اوپر تھوڑا سا

ایکشن لے لیں، صحافیوں کیلئے بہت ساری مشکلات ہیں اس دور میں صحفت کو continue کرنا تو میری CM صاحب سے special request یہ ہوگی کہ please یہ جو قائمہ کمیٹی جو نہیں ہے ان کو یہ ضرور کام دینے گے صحافیوں کے حوالے سے جو بھی ہماری قانون سازی already موجود ہے وہ کمیٹی اس پر کام کریں اس میں جہاں جہاں ہم اصلاحات لاسکتے ہیں آج کل کے دور کے حساب سے اس کو ضرور review کیا جائے اور اس کے اوپر نئی اصلاحات لائی جائے اور اس کو uptodate کیا جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی شکر یہ شاہدِ روف صاحب۔ ڈاکٹر حامد اچھری صاحب۔

وزیر منصوبہ بنڈی و ترقیات، جی ڈی اے، بی ڈی اے، کیوڈی اے، بی ہی ڈی اے۔ جناب اسپیکر! بڑی مہربانی کہ آپ نے موقع دیا۔ جمیع کے دن معزز ممبر نے ذکر کیا تھا دلوں کے کسی گاؤں کا، کہ وہاں کنوں میں ایک بچہ گرا ہے اور گورنمنٹ کچھ نہیں کر رہی ہے اور پتا نہیں کیا کیا۔ یہاں سے نکتے ہی میں نے ڈپی کمشنر سے رابطہ کیا اس نے کہا ہم نے وہاں پر جتنے بھی گاؤں کے لوگ تھے، سرکار جو کچھ کر سکا ہم اس میں ناکام ہو گئے ہیں چھوٹا سا کنوں ہے، بہت گہرا ہے پھر ہم آکے سول ڈیفس والوں سے ٹیم وہاں لے گئے وہ بھی ناکام ہو گیا، پھر دوسرا ٹیم ڈپی کمشنر کے تحت میں خود ان کے پاس گیا اور ان کو لے آیا وہ بھی ناکام ہو گئے پھر ان کے رشتہ داروں نے کہا کہ یہاں سریاب میں ایک پاریویٹ کمپنی ہے اُن کی ٹیم ہے جو یہ کام کرتی ہے اُن کو لے کر گئے تو اس میں یہ چھ یا سات دن گزر گئے اور اس کے اقرباء اور اس کے والدین نے ہمارا شکر یہ ادا کیا کہ بھائی اتنا ہی ہو سکتا تھا۔ ایسا نہیں ہے کہ گورنمنٹ خاموش ہے اور کچھ کرنیں رہی ہے، اور دوسری بات جناب اسپیکر کہ چمن میں لا اے اینڈ آرڈر، پتا نہیں یہ گھر لوٹ رہے ہیں اور اسپرے کر کے لوگوں کو میں سیدھا چین پہنچا اور وہاں پر ایک امن امان کیلئے آل پارٹیز آمن جرگہ بنایا تھا، شاید اس امید پر کہ رو لنگ پارٹی کے لوگ نہیں آئیں گے۔ پارٹی کے لوگ وہاں اُن کے پاس گئے اُن سے اپنا بڑا حصت مند بحث کی پھر ڈپی کمشنر اور کمشنر صاحب گئے، ابھی آپ ماننے کے یا نہیں ماننے گے کہ ہمارے اپوزیشن میں کس حد تک ان چیزوں کو سچائی کی طرف لے جا رہا ہے۔ میں ایمان سے کہتا ہوں کہ تمام جرگہ میں جتنا بھی لوگ تھے ایک بھی کیس prof نہیں کر سکیں کہ یہ کسی کی ایف آئی آر ہے یا بنڈہ گورنمنٹ کے پاس گیا کہ میرے گھر پر چوری ہوئی ہے، بشمول کمشنر کے ہماری پارٹی کے وہاں انتظامیہ یئی کہ بھائی ایک بنڈہ بتاؤ کہ میری جگہ پر دروازے کو تھوڑا اور کس طریقے سے آیا۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ گھر کے اُس پر خواتین کے اور دہشت گردوں کے مشورے سے ایسی ہی رات میں کہیں پر ٹک ٹک چھت پر کھڑے ہو کے کہ چور آگئے چور آگئے، میں ایماناً کہتا ہوں کہ آئندہ الیس بات ہوئی تو میں نام بھی لوزگا، دو یا تین وہ خوانین جو چور

پالتے ہیں جو اپوزیشن میں ہیں ان کے نام لئے گئے ہیں کہ بھائی فلانے جو ہمارے پاس قیدی ہے ان کو کھانا آپ کے گھر سے آ رہا ہے اُس کو چھڑانے کیلئے آپ ٹیلیفون کر رہے ہیں، ABCD اور یہ میں ایمان سے کہتا ہوں کہ یہ میں نے اکیلے میں چھپکے سے انتظامیہ سے بات کی کہ رو لگ پارٹی کامیں نام لو نگا کہ پشتوخواہ ملی عوامی پارٹی کا کوئی بندہ چور کی سفارش میں آیا ہے جواب فی میں ملا ہے، بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ہمارے مسلم لیگ نواز کے بندے ہیں کیپن صاحب، وہ جلسہ بھی کرتے ہیں فلاں بھی کرتے ہیں گورنمنٹ کے خلاف وہ فیڈرل گورنمنٹ کا بھی حصہ ہیں اور صوبائی حکومت کا بھی حصہ ہیں، میں نے جلسے میں اُس کو مشورہ دیا کہ بھائی اپنی پارٹی کے لیڈروں سے بات کرو، وفاق میں جاؤ ان سے بات کرو تو پشتوخواہ ملی عوامی پارٹی کی دشمنی ہے، پیشک میں پارٹی میں ہوں ہم نے ان کو کہا ہے کہ بھائی شناختی کا رڑ جو ہے وفاقی ادارہ ہے آپ ہمارے لئے حل کرو، کشمکش کا معاملہ ہے آپ ہمارے لئے حل کرو، واپڈا کا معاملہ ہے آپ وفاقی گورنمنٹ میں ہیں آپ ہمارے لئے حل کریں۔ یہ تمام جو معاملہ ہوا تھا جو اُس کے شرکاء تھے آل پارٹیز کے جو پارٹیز کے علاوہ تھے انہوں نے اس جرگے کا نام تبدیل کیا آل پارٹیز امن و امان کے جرگے کی بجائے اُس کا آل پارٹیز چمن جرگہ رکھا، تو یہم home work کرچے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں اور بڑے مشکور ہیں کہ یہ لوگ ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ ہوا، چمن میں میلہ چل رہا ہے ایمانا کہتا ہوں کہ کل اور پرسودس یا پندرہ ہزار لوگ کشتی کے اُس میں کم نہیں تھے سارا اسٹیڈیم بھرا ہوا تھا، رات بارہ ایک بجے تک بازار کھل رہتے ہیں اور یہی حال شاید کوئی کے بازاروں کا ہے کہ رات ایک بجے تک سودا سلف بھی ہو رہا ہے اور کھانے پینے کے بازار بھی کھلے ہیں، یہ ضرور ہوتا ہوا ہوگا، یہ وائنگن میں بھی ہوتا ہے اور نیویارک میں بھی ہوتا ہے۔ میں اُس میں یعنی انگلینڈ میں کام کر رہا تھا greater manchester، ہستال اُس میں میں کام کر رہا تھا، وہاں رات کو پولیس والے کتنے پھرایا کرتے تھے، ڈاکٹروں کے گاڑیوں کو لے جاتے تھے اُنکے ٹار لے جاتے تھے، اور ایک سال میں آٹھ ہزار brackeges ہوئے ہیں greater manchester county میں، تو یہ خدو خال اور ایک ہاتھ تو ہوتا ہے لیکن ہم اس میں کامیاب ہو گئے ہیں، میں اُس محترمہ کا بڑا مشکور ہوں یعنی جب اُن کی گورنمنٹ تھی معاملہ شاید وہ اُن کو نہیں روک سکے۔ ہم اُس میں اگر مکمل طور پر ہم آمن قائم نہیں کر سکے ہیں لیکن اُس میں impriment کریں، ہم اپنا کام ضرور کریں گے، رہ گئی آپ کی permission سے کار پارکنگ کی، کوئی کے میرے نے اپنا بیان جاری کیا کہ بھائی جو بھی ہے میں پسل کار پارک ہو گا اُس کو آپ پیسے دینگے وہ آپ کو ٹک دیگا اُس

کار کا زمد وار وہی اسٹینڈ والا ہو گا جس نے اُس کا ٹھیک لیا ہے۔ یہ سب میرے خیال میں اخباروں میں پڑھا ہے۔ ان کا شاید یہ اندازہ ہے کہ لوگ اخبار نہیں پڑھتے ہیں، کدھری کچھ ہو گیا ہو گا بیشک ہمارا کوئی کیا میسر اور لوگوں کو رحمت، سردار صاحب تیار ہے، جدھر بھی کوئی فلاں ہو گا ہم نے اکھٹل کے اُس کی نشاندہی کرنی ہو گی اور اُس کو سد باب کیلئے اکھٹے کوشش کرنے ہو گے۔ ہماری گورنمنٹ ہے thier are most welcome payment کیلئے ہوا اگر ہم کو ان کی ضرورت پڑی ایمان سے ہم ان کی مدد بھی لینگے۔ داغواہ برائے تاوان payment کیلئے ہوا ہے۔ میں نام نہیں لونگا۔ کہ payment کس نے دی ہے کون تھے اور کس پارٹی سے ہے یا اچھی بات نہیں ہے۔ ڈپٹی کمشنر نے دو دفعہ چھاپے مارے ہیں اُن اغواہ کاروں کے پے منٹ کسی سے لیا ہے۔ اور لے کے کسی اور کو گئے ہیں اور ہم اسی پر بھی کوشش کر رہے ہیں raid کا طریقہ improve کریں۔ میں نے request کی ہے اپنے ڈپٹی کمشنر کہ جو بھی possible means آپ کے disposal پر ہو، ہم آپ کی مدد کریں گے، میں بتاؤ لیکن لا اعینڈ آرڈر compromise situation پر کوئی ہونی چاہیے۔

زمک خان اچنزا: ہمارے کچھ منشرا یے بھی ہیں جنہوں نے ابھی تک اپنا office بھی نہیں دیکھا ہے اور ہمارے دور میں بھی شائد تھے، لیکن ہم اپنے حلقوں کے مسائل سُنتے تھے۔ اور یہ آئندہ اجلاس میں میں اس کو point out کروں گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ زمرک خان آپ senior parliamentarian ہیں، پہلے فلور تو لے لیں، آپ ایسے ہی شروع ہو جاتے ہیں۔ thank you۔ بڑی صاحب میرے خیال میں، بہت پہلے سے انتظار میں کھڑے ہیں۔

سردار رضا محمد بڑیج: میں زمرک خان صاحب کو کم از کم یہ تسلی دینا چاہتا ہوں کہ شائد ہی کوئی ایسا واقعہ ہو گا کہ میں سول ہسپتال نہیں پہنچا ہوں۔ اور جتنا ہم سے ہو سکتا ہے ہم کوشش کرتے ہیں کہ ہم جا کر اُنکی داد رسی کریں۔ بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جس میں اپنے آپ کو expose نہیں کرتے ہیں۔ لیکن ہم اس کی پروہ کیے بغیر کوئی دیکھ رہا ہے یا نہیں کوئی کیمرے والا ہے یا نہیں ہم جاتے ہیں۔ کام کرتے ہیں، خدمت کرتے ہیں اور یہ ہمارا کام ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر۔ جی شکر یہ بڑی صاحب۔ جی زیارت وال صاحب اگر مختصر کر لیں۔

عبد الرحیم زیارت وال (وزیر قانون): سردار صاحب کے point of order پر انھوں نے کہا تھا کہ یہ جو پوٹھیں تقسیم ہوئے ہیں SNE کے زریعے سے تو اس سال کی جو SNE ہے اُس میں جہاں جہاں پر اضافہ

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

40

ہوا ہے تو اُس میں بنیادی طور پر ایک کمیٹی بنائی ہے۔ جہاں جہاں Ambulance ہے اُس کو دوبارہ check کر لیں گے اور ٹھیک کردار جہاں جہاں کی ہے وہاں دے دیں۔
جناب قائم مقام اپیکٹر۔ شکریہ زیارت وال صاحب۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 12 نومبر 2015 بوقت شام 4 بجے ملتوی کیا جاتا ہے۔
(اسمبلی کا اجلاس سہ پہر 4 بجکر 35 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

41

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

42

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

43

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

44

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

45

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

46

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

47

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

48

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

49

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

50

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

51

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

52

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

53

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

54

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

55

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

56

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

57

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

58

نومبر 2015ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

59